۷۸۶

تعلموا العلم و علموہ الناس

بسلسلۂ مجلس مؤید الاسلام

رسالۂ

تدوین حدیث

مولفہ

مولانا محمد عنایت اللہ صاحب ممبر مسلم اکاڈیمی و افسر مدرسین مدرسۂ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ

باھتمام

سید اشفاق حسین منیجر

مطبوعہ اشاعت العلوم فرنگی محل لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسول اللہ وعلےٰ آلہ واصحابہ وعیال اللہ

بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر محمد عنایت اللہ غفر اللہ فرنگی محلی لکھنوی عرض کرتا ہی کہ علم حدیث کے

تدوین پر مین نے ایک مضمون مسلم اکاڈیمی مین پڑھنے کے واسطے لکھا تھا جو مسلم اکاڈیمی کے دو

جلسون دیکیم نومبر و شروع دسمبر ۲۸ء مین پڑھا گیا۔ اسکے بعد باصرار بعض احباب اسمین کچھ اضافہ

کر کے بطور رسالہ کے مرتب کر کے شائع کر رہا ہون غالبًا اس موضوع پر یہ اول تالیف ہے

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور خدام محدثین کے زمرہ مین مجھکو بھی شامل فرمائے۔ مضمون کی تمہید

جو مین نے لکھی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

زلاف حمد و نعت اولیٰ ست خاک ادب خفتن سجودے میتوان کردن درودے میتوان گفتن

محترم صدر اور حاضرین جلسہ، علم حدیث پر مضمون لکھنے کا وعدہ کرتے وقت میرے حاشیہ

خیال مین بھی یہ نہ تھا کہ وہ اسقدر طویل ہو گا کہ حاضرین جلسہ کا بہت سا قیمتی وقت لیگا مین

بدقسمتی سے نہ بہتر نثر لکھنے والو نمین ہون اور نہ معلومات کا ذخیرہ آپ حضرات سے زائد رکھتا

ہون اسلیے کیا باعتبار عبارت آرائی اور کیا باعتبار ندرت مضامین آپ حضرات کے روبرو اگر

جواہرات اور موتیون کی لڑیان پیش نہ کر سکون تو امید ہی کہ آپ حضرات میری بے بضاعتی کا

علمائے فرنگی محل کے مفید تالیفات

(الف) کتب مولفۂ حضرت امام الوقت بحر العلوم مولانا عبد الباری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱) تفسیر الطاف الرحمٰن پارۂ اول و دوم اُردو — اس تفسیر میں مسائل فقہیہ ضروریہ اسطرح ذکر کیے گئے ہیں کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ کسی دوسری تفسیر میں اسکی نظیر نہیں ہے۔ قیمت ہر پارہ ۵ مہ قیمت دو پارہ صہ

(۲) فتاوائے قیام الملۃ والدین اردو قیمت عہ — مولانا نے اس مجموعہ میں تمام علمائے فرنگی محل کے فتاوے از استاذ الہند ملا نظام الدین رح تا علمائے حال جمع کر دیے ہیں۔

(۳) خیر الزاد لسفر المعاد اُردو — نماز و طہارت کے تمام مسائل فقہ حنفیہ کے مطابق مولانا نے جمع کر دیے ہیں قیمت ۴ر

(۴) مجموعہ ۱۱۔ رسائل عربی قیمت عہ — التعلیق المختار علی کتاب الآثار۔ الباقیات الصالحات فی الاسانید المسلسلات۔ کتب رد علی من رد علی ابی حنیفۃ من ابن تیمیۃ و ابن ابی شیبۃ وغیرہما۔

(۵) سائنس کلام اُردو — اسمیں مولانا نے فلسفہ جدیدہ کے مسائل تحریر فرما کر مسائل کلامیہ کو اس سے منطبق کیا ہے۔ قیمت ۸ر

(۶) صوت الایمان اُردو — قتل مرتد و اتحاد ہندو مسلم کے متعلق مولانا کے مضامین۔ قیمت ۱ر

(۷) رسائل متعلق ہجرت اُردو — و چہل حدیث۔ قیمت ۴ر

(ب) دیگر علمائے فرنگی محل کے تصانیف۔

(۸) فرائض غوثیہ قیمت عہ مصنفہ مولانا سلامت اللہ صاحب — اسمیں مسائل شرعیہ و سراجیہ کو اُردو میں موجودہ طریقہ حساب سے استخراج حصص و عمل مناسخہ کو بالکل واضح کر دیا ہے و کلاء و طلباء سب کے لیے نہایت مفید ہے۔

(۹) ہدایۃ المنطق اردو قیمت ۸ طلبہ سے ۵ر مصنفہ مولانا عنایت اللہ صاحب — اس رسالہ میں قطبی و تہذیب کے تمام مسائل منطقیہ کو نہایت واضح طور پر اردو میں تحریر کیا ہے اسکو پڑھ لینے کے بعد طالب العلم کو اوپر کے کتب کا پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔ یونیورسٹی کے امتحان دینے والے اور مدارس عربیہ کے طلبہ کے واسطے یکساں مفید ہے۔

یہ کتابیں مدرسۂ نظامیہ بکڈپو فرنگی محل لکھنؤ سے منگائیے

مذاہب مین انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر مذہبی کتابین موجود ہین مگر مسلمانونکی طرح انمین صحت کی جانچ کے طریقون کی فقدان کی وجہ سے اُنسے فائدہ نہین اُٹھایا جاسکتا ہے پھر انمین یہ جامعیت کہان جو ہمارے نبی کے حالات کی صحیح کتابونمین ہے صحاح کی حدیث ہے کہ یہودیون نے ایکمرتبہ ایک صحابی سے استہزاءً کہا کہ تمھارے نبی نے تمکو تمام باتین سکھائی ہین کیا پائخانہ اور پیشاب کرنیکا بھی طریقہ بتایا ہے یہودیون نے تو طنزاً ہی پوچھا تھا اُن صحابی نے جواب دیا کہ ہان بتایا کیون نہین ہے ہم سے فرمایا ہے کہ کعبہ کیجانب منھہ کرکے اور پیٹھہ کرکے پائخانہ اور پیشاب نہ کیا کرو بلکہ ایسی حالت مین مشرق یا مغرب رو ہوجایا کرو (مدینہ سے قبلہ جنوب جانب ہے) آپ سمجھہ سکتے ہین کہ جو علم کہ کسی شخص کے بھی ایسے جزئی حالات پر حاوی ہو وہ کسقدر کثیر المضامین ہوگا اسی سے آپ علم حدیث کے کثرت مضامین کا اندازہ کرسکتے ہین واقعہ یہ ہے کہ اس علم کی عظمت شان نے مسلمانونکو مجبور کیا تھا کہ وہ اپنی پوری توجہ کتاب اللہ کے بعد اسی علم پر مبذول کرین اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تو صرف قابل الزام ہی نہین بلکہ دین کے آدھے بلکہ شاید اسسے بھی زائد حصے کو اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھتے۔ آپ مین سے ہر شخص غالبًا اسکو مانتا ہوگا کہ مسلمان کیلیے اگر وہ اپنے کو مسلمان کہتا ہے تو قرآن پر ایمان لانا اور اُسکے ارشادات کی اتباع کرنا ضروری ہے۔ ایسے بیوقوفون کو جانے دیجیے جو اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہین اور قرآن کے ارشادات کی تعمیل اپنے اوپر ضروری نہین سمجھتے اور محض اس حیلے سے کہ وہ ارشادات عرب یا اُسوقت کے ضرورت کے اعتبار سے تھے اور جب تمدن وہ نہین ہے اور عرب کے ایسے ہم کج خلقت نہین ہین تو اُن ارشادات کی تبدیلی ضروری ہے ایسے لوگون سے کوئی پوچھے کہ آپ خدا کے وجود ہی کو کیون عرب اور غیر متمدن انسانون کا بنایا ہوا معاذ اللہ ڈھکوسلا نہین خیال کرتے ایک دہریہ کہا کرتا ہے کہ معاذ اللہ خاکش بدہن معلوم نہین اللہ نے ہمکو پیدا کیا ہے یا اللہ کو ہم نے بنایا ہے بہرحال ایسے بے عقلون سے بحث نہین ہے مگر جو قرآن کو مانتا ہو اُسکے واسطے قرآن ہی کے ساتھہ ساتھہ قرآن ہی کے حکم کے مطابق حدیث کو

خیال کرتے ہوئے صبر و سکون سے اسکو سماعت فرما کر تضییع وقت کو معاف فرمائینگے میں نے اپنی امکانی کوشش مضمون کے مختصر کرنیمین کی ہی اسلیے قرون وسطےٰ کے محدثین اور خصوصاً علامہ ذہبی و ابن حجر و سیوطی کی کوششون کو اور ہندستانمین خدمت حدیث کو مین نے مجملاً تحریر کیا ہی اور اندلس مین خدمت حدیث کے ذکر کو مین نے کسی دوسرے وقت کیلیے چھوڑ دیا ہی، اُسپر بھی مضمون کافی طویل ہو گیا ہی جسکو مختصراً آپ حضرات کو سناؤنگا اور اسطرحپر آپ کا بہت وقت بچا لونگا۔

شروع مقصد

حضرات! علم حدیث وہ علم ہے کہ جسکے ذریعہ سے اقوال و افعال و حالات سرکار نبوت معلوم ہون، ان الفاظ کو دیکھتے ہوئے یہ علم دوسرے علمون کے اعتبار سے کوئی بڑا علم بظاہر نہین معلوم ہوتا مگر درحقیقت علم حدیث کی اس تعریف مین جسقدر عظمت شان کے علاوہ کثرت مضامین پوشیدہ ہے سچ یہ ہی کہ نہ تو اسکا ابتک حصر ہو سکا ہی اور نہ کبھی ہو سکتا ہی اور سوائے خدا کے کراماً کاتبین بھی میرے خیال مین اسکا پورا علم نہین رکھتے پھر اگر اس علم کے متعلقات کو دیکھا جائے تو یقین کیجیے کہ اسکا ہر ہر شعبہ تقریباً ایک مستقل علم و فن بنگیا ہی جنمین سے بعض کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ علم حدیث ہی کیطرح یا اس سے کچھ ہی کم اپنے مین مضامین کی کثرت رکھتا ہی، مسلمان اگر یہ دعویٰ کرین تو بالکل صحیح ہی کہ جس مکمل و جامع اور صحیح طریقہ پر اہل اسلام نے اپنے نبی کے حالات علم حدیث کی کتابونمین جمع کر دیے ہین اُسکی نظیر دنیا کی کسی دوسری قوم یا مذہب مین کسی مذہبی پیشوا بلکہ کسی دوسرے شخص کے متعلق نہین مل سکتی بلکہ علم حدیث ایکطرف مسلمان بجا طور پر ناز کر سکتے ہین کہ علم حدیث کے بعض متعلقات کے موجد مسلمان ہی ہین اور خاصکر اسماء الرجال کا عظیم الشان فن اہل اسلام اور صرف اہل اسلام کا حصہ ہے اور وہی اسکے موجد ہین اور آجتک بھی مسلمانونکے سوا کسی دوسرے مذہب والون نے اسپر کافی توجہ نہین کی ہی ورنہ صاف لے اور دیگر

مذاہب مین انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر مذہبی کتابین موجود ہین مگر مسلمانونکی طرح
انمین صحت کی جانچ کے طریقون کی فقدان کیوجہ سے اُنسے فائدہ نہین اُٹھایا جاسکتا ہی پھر
اُنمین یہ جامعیت کہان جو ہمارے نبی کے حالات کی صحیح کتابونمین ہی، صحاح کی حدیث سے کہ یہودیون
نے ایکمرتبہ ایک صحابی سے استہزاءً کہا کہ تمھارے نبی نے تمکو تمام باتین سکھائی ہین کیا پائخانہ اور
پیشاب کرنیکا بھی طریقہ بتایا ہی، یہودیون نے تو طنزاً ہی پوچھا تھا اُن صحابی نے جواب دیا
کہ ہان بتایا کیون نہین ہی، ہم سے فرمایا ہی کہ کعبہ کیجانب منھ کرکے اور پیٹھ کرکے پائخانہ اور
پیشاب نہ کیا کرو بلکہ ایسی حالت مین مشرق یا مغرب رو ہوجایا کرو (مدینہ سے قبلہ جنوب
جانب ہے) آپ سمجھ سکتے ہین کہ جو علم کہ کسی شخص کے بھی ایسے جزئی حالات پر حاوی ہو وہ
کسقدر کثیر المضامین ہوگا، اسی سے آپ علم حدیث کے کثرت مضامین کا اندازہ کرسکتے ہین واقعہ
یہ ہی کہ اس علم کی عظمت شان نے مسلمانونکو مجبور کیا تھا کہ وہ اپنی پوری توجہ کتاب اللہ کے بعد اسی علم پر
مبذول کرین اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تو صرف قابل الزام ہی نہین بلکہ دین کے آدھے بلکہ شاید
اس سے بھی زائد حصے کو اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھتے، آپ مین سے ہر شخص غالبًا اسکو مانتا ہوگا کہ
مسلمان کیلیے اگر وہ اپنے کو مسلمان کہتا ہی تو قرآن پر ایمان لانا اور اُسکے ارشادات کی اتباع
کرنا ضروری ہی۔ ایسے بیوقوفون کو جانے دیجیے جو اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہین اور قرآن کے
ارشادات کی تعمیل اپنے اوپر ضروری نہین سمجھتے اور محض اس حیلے سے کہ وہ ارشادات عرب کے
یا اُسوقت کے ضرورت کے اعتبار سے تھے اور جب تمدن وہ نہین ہی اور عرب کے ایسے ہم کج خلقت
نہین ہین تو اُن ارشادات کی تبدیلی ضروری ہی ایسے لوگون سے کوئی پوچھے کہ آپ
خدا کے وجود ہی کو کیون عرب اور غیر متمدن انسانون کا بنایا ہوا معاذ اللہ ڈھکوسلا
نہین خیال کرتے ایک دہریہ کہا کرتا ہی کہ معاذ اللہ خاکش بدہن معلوم نہین اللہ نے
ہمکو پیدا کیا ہی یا اللہ کو ہم نے بنایا ہی بہرحال ایسے بے عقلون سے بحث نہین ہی مگر جو
قرآن کو مانتا ہو اُسکے واسطے قرآن ہی کے ساتھ ساتھ قرآن ہی کے حکم کے مطابق حدیث کو

خیال کرتے ہوئے صبر و سکون سے اسکو سماعت فرما کر تضییع وقت کو معاف فرمائینگے میں نے
اپنی امکانی کوشش مضمون کے مختصر کرنے مین کی ہے اسلیے قرون وسطےٰ کے محدثین اور خصوصًا
علامہ ذہبی اور ابن حجر اور سیوطی کی کوششون کو اور ہندوستان مین خدمت حدیث کو مین مجملاً تحریر
کیا ہے اور اندلس مین خدمت حدیث کے ذکر کو مین نے کسی دوسرے وقت کیلیے چھوڑ دیا ہے اسپر
بھی مضمون کافی طویل ہو گیا ہے جسکو مختصراً آپ حضرات کو سناؤنگا اور اسطرح سے آپ کا بہت
وقت بچا لونگا۔

شروع مقصد

حضرات! علم حدیث وہ علم ہے کہ جسکے ذریعہ سے اقوال و افعال و حالات سرکار نبوت
معلوم ہوں، ان الفاظ کو دیکھتے ہوئے یہ علم دوسرے علمون کے اعتبار سے کوئی بڑا علم بظاہر
نہیں معلوم ہوتا مگر درحقیقت علم حدیث کی اس تعریف مین جسقدر عظمت شان کے علاوہ کثرت مضامین
پوشیدہ ہے سچ یہ ہے کہ نہ تو اسکا اثبات حصر ہو سکا ہے اور نہ کبھی ہو سکتا ہے اور سوائے خدا کے کراماً کاتبین
بھی میرے خیال مین اسکا پورا علم نہیں رکھتے پھر اگر اس علم کے متعلقات کو دیکھا جائے تو یقین کیجیے
کہ اسکا ہر شعبہ تقریبًا ایک مستقل علم و فن بن گیا ہے جنمین سے بعض کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے
کہ وہ علم حدیث ہی کیطرح یا اس سے کچھ ہی کم اپنے مین مضامین کی کثرت رکھتا ہے، مسلمان اگر یہ
دعوی کرین تو بالکل صحیح ہے کہ جس مکمل اور جامع اور صحیح طریقہ پر اہل اسلام نے اپنے
نبی کے حالات علم حدیث کی کتابون مین جمع کر دیے ہین اسکی نظیر دنیا کی کسی دوسری قوم یا مذہب مین
کسی مذہبی پیشوا بلکہ کسی دوسرے شخص کے متعلق نہیں مل سکتی بلکہ علم حدیث ایکطرف مسلمان بجا
طور پر ناز کر سکتے ہین کہ علم حدیث کے بعض متعلقات کے موجد مسلمان ہی ہین اور خاصکر اسماء الرجال
کا عظیم الشان فن اہل اسلام اور صرف اہل اسلام کا حصہ ہے اور وہی اسکے موجد ہین اور آجتک
بھی مسلمانون کے سوا کسی دوسرے مذہب والون نے اسپر کافی توجہ نہیں کی ہے و نصاریٰ اور دیگر

مین بھی کہین اسکی ممانعت آئی ہے؟ حضرت نے اُن بیوی سے فرمایا کہ ہان ہے کیون نہین کیا تمنے
نہین پڑھا ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے
عرض کیا کہ نماز خوف اور عام نماز کا تو ذکر ہم قرآن شریف مین پاتے ہین مگر سفر کی نماز کا ذکر قرآن مین نہین ہے
ابن عمر نے ارشاد فرمایا اے میرے بھتیجے اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ہم کچھ نہین جانتے تھے
پس ہم ویسا ہی کرتے ہین جیسا کہ حضرت کو ہمنے کرتے ہوے دیکھا تھا کذا فی الموطا والسنن للنسائی۔ ایکمرتبہ
حضور انور منبر پر خطبہ پڑھنے تشریف لیگئے اور لوگونسے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بیٹھو عبداللہ بن مسعود مسجد مین داخل ہو رہے تھے کہ انھون نے
حضرت کا قول سنا فوراً دروازہ مسجد ہی پر بیٹھ گئے (ابو داؤد) ابو ہریرہ سے صحاح کی کتب مین قرأۃ بالسر والجہر کے متعلق روایت ہے
کہ جہان حضرت کو ہم نے بالسر قرأۃ کرتے سنا ہے وہان بالسر قرأۃ کرتے ہین اور جہان بالجہر
قرأۃ کرتے سنا ہے وہان بالجہر قرأۃ کرتے ہین۔ باوجودیکہ ریشمی کپڑا پہننا ناجائز
ہے مگر حضور نے بعض اصحاب کو اسکے پہننے کی اجازت دی، تھی تبختر نص قرآنی سے ناجائز ہے
مگر ابو دجانہ کو جنگ احد مین حضرت کی تلوار لیکر تبختر سے چلتے ہوے دیکھکر اُنکی تعریف فرمائی
باوجودیکہ عام واقعات کے متعلق گواہی کیلیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتونکی ضرورت ہے مگر
خزیمہ کی اکیلی ایک گواہی کو دو گواہونکے برابر قرار دیدیا جنگ خندق مین کم از کم ایک نماز اور
بعض روایتون کی بنا پر تین نمازین قضا کرا دیگئین، جنگ بنی قریظہ مین حضرت نے حکم دیا کہ لوگ
جلد سے جلد مدینے سے روانہ ہوکر بنو قریظہ کے قلعہ تک پہونچین اسقدر جلدی کا حکم تھا کہ ارشاد ہوا کہ
نماز عصر بنو قریظہ مین جاکر پڑھین، صحابہ مین جنکو جیسے ہی اس حکم کی اطلاع ہوئی تیزی سے
بلا کسی زائد سامان کیلیے ہوے روانہ ہوگئے، راستہ مین نماز عصر کا وقت تنگ ہونیلگا صحابہ مین
سے بعض کی راے تھی کہ حضرت کے ارشاد کا منشا عجلت ہے نہ کہ نماز نہ پڑھنے کا حکم دوسرے گروہ کی
راے تھی کہ ہمارے اوپر نماز کی فرضیت اُسوقت تک ہے ہی نہین جبتک بنو قریظہ نہ پہونچ لین۔
غرضکہ ایک جماعت نے نماز پڑھلی اور دوسرا گروہ برابر چلتا رہا، جنھون نے نماز پڑھی تھی وہ نماز سے
فارغ ہوکر نہایت تیزی سے دوڑتے ہوے چلے یہانتک کہ وہ اُس گروہ سے ملگئے جنھون نے

عہ یعنی عبداللہ بن مسعود [illegible]

یعنے قرآن لانیوالے کے ارشادات کو بھی ماننا ضروری ہوگا، ایک معمولی مثال ہے کہ اگر وایسرائے بادشاہ کیطرف سے مقرر ہو کر آتا ہی اور اسکے ساتھ شاہی حکم تقرر کا ہوتا ہی اور اسمین لکھا ہوتا ہی کہ ہماری رعایا کو اس ہمارے قائم مقام کی وفاداری کرنا چاہیے جو وفاداری نہ کریگا وہ سزا پائیگا اگر کوئی ایسا احمق ہو جو کہے کہ مین اس حکم کو تو مانتا ہون۔ مگر وایسرائے کے کہنے کو نہ مانونگا تو ایسا شخص سزا پانیکے کیا انعام کا مستحق ہوگا۔

آپ سمجھ سکتے ہین کہ جب قرآن مین ایک دو جگہ نہین بلکہ تقریبًا تیس چالیس جگہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا حکم ہے اور ما اتاکم الرسول فخذوہ صاف صاف ارشاد ہی اور پھر اس سے بھی بڑھکر یہ کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے رسول کی اطاعت کی وہ اللہ کا اطاعت گذار ہو گیا تو اب کسی مسلمان کا کہنا کہ احکام حضرت رسالت ہمارے لیے واجب الاتباع نہین ہین سوائے حماقت کے اور کیا ہی، اور ایسا کہنے والا رسولون کے بھیجنے والے خدا سے انعام کا اسیطرح بھی مستحق ہو سکیگا کلا واللہ کلا واللہ ان آیتون اور بعض دوسری آیتون کے سرسری مطالعے سے ہر منصف مزاج اسی نتیجہ پر پہونچیگا کہ جو شخص قرآن کو مانتا ہی اسکے لیے کوئی گنجائش نہین ہی کہ وہ یہ کہہ سکے کہ ہمارے لیے صرف قرآنی احکام ہی واجب العمل ہین اور ارشاد نبوی ہمارے لیے بیکار ہین معاذاللہ من ذالک واقعہ یہ ہی کہ حضرت کے احکام اس حیثیت سے نہین ہوتے کہ وہ ایک بشر ہین بلکہ اسمین وحی خداوندی کا پہلو ہمیشہ غالب رہتا ہی اسی وجہ سے ارشاد ہوا ہی کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

ذیل کے واقعات میرے مذکورۂ بالا بیانات کی دلیل ہین، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایکمرتبہ فرمایا کہ ارشاد نبوی ہی لعن اللہ الواشمات والمستوشمات اور اسکی بنا پر گندنا گودوانا ناجائز ہے ایک بی بی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ قرآن

لکھ لیے تھے کہ ناگاہ حضور انور باہر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا کر رہے ہو
لوگوں نے عرض کیا کہ جو کچھ حضور سے سنتے ہیں اسکو لکھتے ہیں حضور نے اُسپر سخت ناراضی
کا اظہار فرمایا اور آخر کار یہ مکتوب ضائع کر دیا گیا حضرت ابوہریرہ کو حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے مشہور ہے کہ اکثار حدیث پر سزا دی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاعدہ تھا کہ جب
کسی کو والی مقرر فرماتے تو منجملہ دوسرے نصائح کے یہ بھی اُسکو نصیحت فرماتے کہ
دیکھو جن لوگوں کے پاس جا رہے ہو وہ قرآن پڑھنے میں مصروف ہیں اور شب و روز
اپنا وقت تلاوت قرآن میں صرف کرتے ہیں اُنسے زیادہ حدیثیں بیان کر کے
انکے ذہنوں کو تشویش میں نہ ڈالنا غرضکہ جب روایت حدیث کی یہ صورت ہو تو
تدوین و کتابت حدیث کی کیا صورت ہو سکتی تھی لیکن جہاں ایک طرف یہ تھا
دوسری طرف نئے نئے امور کا پیش آنا اس امر پر مجبور کرتا تھا کہ سنت حضرت
رسالت کیطرف توجہ کیجائے اور اسی بنا پر حضرت عمرؓ خود بھی اور آپ کے زمانہ میں
دوسرے کیا صحابہ بھی جب کبھی کوئی واقعہ پیش آتا تو انصار و مہاجرین کو جمع کر کے
حضرت رسالت کا فتوے دریافت کرتے اگر انسے نہ معلوم ہو سکتا تو ازواج مطہرات سے
دریافت کرتے اور معلوم ہو جانے پر اسپر عمل کرتے طاعون زدہ مقامات میں جانا
غسل من غیر الانزال اور دیگر متعدد واقعات اُسکے شاہد ہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ
باوجود ضرورت کے ایک مرتبہ کے علاوہ صحابہ کے زمانہ میں کبھی بھی کتابت حدیث کا
خیال نہیں ہوا اور جسطرح قرآن مدون تھا اُسیطرح احادیث بھی غیر مدون تھے اور جسطرح
قرآن بعض بعض صحابہ کے پاس مکتوب تھا اور خود حضور انور متعدد اصحاب سے کتابت
قرآن کراتے تھے اسیطرح احادیث کا ایک اچھا خاصہ حصہ مکتوب تھا اور مختلف اصحاب کے
پاس موجود تھا ان مکتوبات کے علاوہ جو حضور نے کسرے و قیصر و دیگر تاجداروں کو
روانہ فرمائے تھے حضور انور نے بعض اصحاب کو کچھ احکام اُنکے استدعا پر یا خود سے

نماز نہین پڑھی تھی اور سب ملکر اکٹھا چلے یہانتک کہ عشا کے وقت بنی قریظہ مین پہونچے اور اسوقت نماز عصر پڑھی ہے حضرت رسالت سے واقعہ عرض کیا گیا حضرت نے دونون گروہ مین سے کسی کو بھی ملامت نہین کی اس قسم کے سیکڑون واقعات سے کتب احادیث پر ہین۔

غالباً اسکے بعد کوئی گنجایش نہین ہے کہ کوئی مسلمان یہ جرأت کر سکے کہ حضرت رسالت کے ارشادات کو واجب التعمیل نہ سمجھے یا اور بات ہے کہ جسطرح سے قرآن ہم تک متواتراً بلا کسی شک و شبہ کے پہونچا ہے اسیطرح پر احادیث کے متعلق ہم تک پہونچنے اور ثبوت مین شک ہوا اور اسوجہ سے احادیث قرآن کیطرح واجب التعمیل نہ رہین۔

الغرض مسلمانون کیلیے احکام خداوندی کیطرح احادیث کو بھی ماننا نجات دینی اور دنیوی کیواسطے ضروری تھا اور ہے حضور انور کے سامنے یہ ضرورت نہین تھی کہ اُسکے واسطے ذرائع اور وسائط تلاش کیے جائین کیونکہ اگر کوئی ضرورت پیش آتی تو خود حاضر ہو کر صحابہ حضرت انور سے دریافت کر لیتے اور جواب شافی پاتے مگر دور صحابہ میں تابعین کو بلکہ خود صحابہ کو بعض اوقات ضرورت ہوئی کہ حضور انور کے ارشادات کو معلوم کرین، حضور انور کے زمانے مین خود قرآن موجودہ حالت مین نہ تھا تو حدیث کا کیا ذکر، صحابہ مذہب مین بدعت سے اسقدر بچتے تھے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتو نمین بدعت کو پسند نہین کرتے تھے ختنے کی دعوت مین بلانے کو حضرت ابو ایوب انصاری نے فرمایا کہ حضور انور کے زمانے مین تو ایسی تقریبو نمین بلاوا نہین ہوتا تھا، قرآن کی تدوین پر ایک گروہ صحابہ کو سخت اعتراض تھا، روایت حدیث پر سزا تک کی نوبت آئی، تدوین احادیث مین تو ایک یہی خرابی کا خوف تھا کہ کہین ایسا نہو کہ قرآن جو اسوقت تک موجودہ طور پر مکتوب نہین تھا اور کلمات حضرت رسالت بناہی مخلوط نہو جائین، علاوہ اسکے حضور انور سے اسکی ممانعت بھی مروی ہوئی تھی جیسا کہ مسند امام احمد مین ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوے

احادیث کا علم ہی تو وہ عبداللہ بن عمر ہیں، ترمذی میں ہی کہ ایک انصاری نے حضور انور سے
عرض کیا کہ جو کچھ حضرت ارشاد فرماتے ہیں گو وہ مجھے بہت بھلا لگتا ہی مگر یاد نہیں رہتا ہے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو یعنے لکھ لیا کرو او کما قال ان واقعات سے
یہ امر صاف ظاہر ہی کہ اگر حضور انور نے کتابت احادیث سے منع کیا تھا تو وہ غالبًا کسی خاص وقت یا
مخصوص اصحاب کیلیے ہوگا اور ممکن ہی کہ اس خوف کی وجہ سے ہو کہ کہیں لوگ احادیث کے جانب
غلو سے توجہ کریں اور قرآن کو چھوڑ دیں جیسا کہ بعد کو اسکا ظہور بھی ہوا، اسی خیال کی بنا پر
ایکمرتبہ زمانۂ خلفائے راشدین میں بھی جمع احادیث کے خیال کو چھوڑنا پڑا تھا ۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا تھا کہ احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے
صحابہ سے اس بارے میں مشورہ کیا تقریبًا تمام اصحاب حضرت رسالت نے اسکو
پسند کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مہینہ بھر سوچتے رہے اسکے بعد ایک دن آپ نے
سب کو جمع کر کے فرمایا میرا ارادہ وہ تھا جو تمکو معلوم ہے مگر مجھکو یہ خیال ہوا کہ کہیں ایسا
نہو کہ تم کتاب اللہ کو بالکل ترک کر دو اور یہود و نصاریٰ کے مانند صرف احادیث پر
اپنی توجہ مبذول کر دیتے اسکا نتیجہ یہ ہو جائے کہ قرآن بھی توریت و انجیل کیطرح دلوں سے
جاتا رہے اور تحریف کا شکار ہو جائے، بہرحال جب قرآن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی
نیک کوششوں سے مدون ہو گیا اور اسمیں اختلاف و تلبیس کا اندیشہ نہ رہا تو اب صحابہ کو
روایت حدیث میں بھی کوئی خوف باقی نہ رہا اور احادیث کثرت سے روایت ہونے لگے
صحابہ میں سے چھ حضرات مکثرین فی الحدیث کہے جاتے ہیں اور انکے ساتھ ایک صاحب کا
اور اضافہ کیا جائے تو سات اصحاب ایسے ہیں کہ جنسے ایکہزار سے زائد احادیث مروی
ہیں جنکی ترتیب وار فہرست حسب ذیل ہی ۔

تمام اصحاب میں سب سے زیادہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث مروی ہیں یعنی ۵۳۴۷
انکے بعد عبداللہ بن سیدنا عمر فاروق رضی جنسے ۲۶۳۰ احادیث مروی ہیں، انس بن مالک ۲۲۸۶

تحریر کرا کے مرحمت فرمائے تھے چنانچہ بخاری مین روایت ہے کہ حجۃ الوداع مین جب حضور اپنا مشہور خطبہ دے چکے تو ایک یمنی شخص ابو شاہ نامی کھڑے ہوے اور عرض کیا کہ حضور ان احکام کو مجھے لکھدین حضور نے حکم فرمایا کہ اس شخص کو یہ احکامات لکھدیے جائین۔ فقال اکتبوا لابی فلان نیز کتاب الصدقہ جو مشہور بین المحدثین ہے اسکو حضور انور نے عمرو بن حزم کیواسطے انکو بحرین کا والی مقرر کرتے وقت لکھوایا تھا نیز (ترمذی اور ابو داؤد مین) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ حضور انور نے صدقات کے متعلق احکام اپنے تمام عمال کیواسطے لکھوائے تھے مگر انکو تقسیم کرنیکی نوبت نہین آئی کہ وفات شریف ہوگئی، امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکو نکلوا کر انکے موافق احکام صدقات جاری کیے اور آپ کے بعد امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اور سیدنا مولی علی مرتضے رضی اللہ عنہما نے اس مکتوب گرامی کے مطابق عمل کیا یہ سب جزئی احکام تھے جو حضور انور نے اپنی وفات سے چند ماہ پیشتر لکھوائے تھے انکے علاوہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما جو کچھ حضور انور سے سماعت فرماتے تھے لکھتے جاتے تھے جسکی تصریح مختصر البخاری مین بھی موجود ہی ایک مرتبہ بعض اصحاب نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم یہ کیا غضب کرتے ہو حضور انور بعض اوقات ہم مین سے کسی پر غصہ مین کچھ ارشاد فرما دیتے ہین اور واقعہ حضرت کا منشا سوائے اظہار غصہ کے اور کچھ نہین ہوتا کم از کم ان واقعات کو تو نہ لکھا کرو عبد اللہ بن عمر نے حضور انور سے اپنے لکھنے اور صحابہ کے اعتراض کرنے کا پورا واقعہ عرض کیا ارشاد عالی ہوا جسکا مطلب یہ ہی کہ مین کبھی کوئی غلط بات نہین کہتا تم جو کرتے ہو کیے جاؤ اور کسی کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرو فقال اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الا حق غرضیکہ عبد اللہ بن عمرو بدستور احادیث لکھتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ مکثرین بالروایت تھے انکو بھی اعتراف تھا کہ ہم سے زائد اگر کسیکو

ہمسا حضور نے علاوہ صدقات کے بعض دیگر احکام بھی ابن ابی حزم کو لکھوا کر مرحمت فرمائے تھے ۱۲ عنایت

بھی کسیکو نہین ہوتی تھی تقیہ اصحاب رسول اللہ ان حالات کو برداشت نہ کر سکے اور اُنھون نے
احادیث بیان کر کے اہل حق کی مدد ضروری سمجھی اسلیے روایت حدیث کثرت سے ہونیلگی
اور لوگ مشتاقانہ اُنسے استفادہ کرنے لگے لیکن اسکے ساتھ ایک فتنہ اور پیدا ہو گیا
یعنے اہل بدعت کو اور باغیون کو اُسکے توڑ کیلیے مجبورًا اسی ہتھیار سے کام لینا پڑا
اور اُسکے لیے بہت سے لوگون نے احادیث گڑھ لیے ان گڑھنیوالو نہین سے کوئی شخص
حضرات اصحاب مین سے نہ تھا بڑی مشکل صحیح اور غلط مین امتیاز کرنیمین پیش آنے لگی
صحابہ کا یہ آخری دور تھا لوگون نے زیادہ تر یہ کیا کہ غیر صحابہ مین سے ہر کس و ناکس
پر اعتماد کرنا ترک کر دیا اور عمومًا صحیح احادیث کے سننے کیلیے دور و دراز سے سفر کر کے
صحابہ کے پاس آتے اور اُنسے سُنکر اطمینان حاصل کرتے کیونکہ صحابی اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی غیر کا واسطہ نہوتا یہ اشتیاق اس حد پر پہونچا کہ ایکمرتبہ
ائمہ دین مین سے کوئی بڑے امام حج کرنے کیلیے گئے عرفات پر اُنھون نے ایک
جگہ پر لاتعداد لوگون کا مجمع اسطرح پر دیکھا کہ گویا وہ کوئی خطبہ یا وعظ سُن رہے ہین
اور اسقدر کشمکش ہے کہ کسیکا وہان پہونچنا بھی مشکل ہے انکو نہایت تعجب ہوا اور
بمشکل مجمع کو چیرتے پھاڑتے مجمع کے اندر پہونچے دیکھا اونچی جگہ پر ایک تخت بچھا
ہوا ہے اور ایک نورانی صورت کے بزرگ بیٹھے ہوے ہین اور جب وہ کوئی بات
سنا چاہتے ہین تو لاکھون کے مجمع مین ایسا سکون اور خاموشی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر
کنکری بھی گرے تو اُسکی بھی آواز سُنی جا سکے اُنھون نے ایک صاحب سے دریافت
کیا کہ یہ کون صاحب ہین اُن صاحب نے کہا یہ ایک صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ہین اور روئے زمین پر اب یہی ایک ذات مقدس رہگئی ہے جسنے اپنی آنکھون سے
جمال جہان آرا نبوی کی زیارت کی ہے حاضرین مین سے ہر ایک شخص اس تمنا مین
پڑا ہی کہ اگر حضور انور کی زیارت سے محروم رہا ہی تو کم از کم ان مبارک آنکھون کو

ام المومنین عائشہ صدیقہ ۲۲۱۰ - حبر الامۃ ابن عم رسول اللہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۱۶۶۰ - جابر بن عبد اللہ انصاری ۱۵۴۰ - ابو سعید خدری ۱۱۷۰ حدیثوں کے راوی ہین

اس فہرست سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ ابو ہریرہ کے مقابل کسی دوسرے سے اُنکے نصف احادیث بھی مروی نہین ہین، گو یہ کثرت روایت کوئی فضیلت نہین ہی آپ کو اوپر کی فہرست سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس فہرست مین خلفاے اربعہ تو کیا عشرہ مبشرہ بلکہ سابقون اولون مین سے کسیکا بھی نام نہین ہے کبار اصحاب تو احادیث روایت فرمانیسے بے انتہا ڈرتے تھے بخاری شریف مین سیدنا ابن عمۂ رسول اللہ زبیر بن العوام سے مروی ہی کہ آپ کے صاحبزادے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ والد ماجد سے عرض کیا کہ مین آپ کو حضور انور کی حدیث بیان کرتے ہوے اُسطرح نہین سنتا ہون جیسا کہ فلان فلان لوگ بیان کرتے ہین، حضرت زبیر نے فرمایا کہ گو مین حضرت سے کبھی جدا نہین ہوا یعنے گو مجھکو بہت زیادہ علم ہے مگر مین نے حضور انور سے سُنا ہی کہ حضرت ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص مجھپر جھوٹ کہے اُسے اپنی جگہ آگ بنالینا چاہیے من کذب علیّ فلیتبوّ مقعدہٗ من النار یعنے مجھکو ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہین غلطی سے کوئی بات حضور انور پر غلط نہو جائے اسلیے مین کثرت سے احادیث نہین بیان کرتا ہون۔ قریب قریب بعض دیگر کبار اصحاب سے بھی یہی مروی ہی مگر جب قیصر و کسریٰ کی سلطنتون پر مسلمان قابض ہوگئے تو ضرورت شدید روایت حدیث کی ہوئی۔ اب نومسلم حضور انور کے حالات جاننے کیلیے دور دراز سے سفر کرکے حرمین حاضر ہوتے ضروریات اور واقعات روز بروز زیادہ ہوتے جاتے تھے، کتاب اللہ سے استنباط ہر شخص کیلیے آسان نہ تھا مجبوراً صحابہ کی خدمت مین حاضر ہوکر احادیث سے مسائل کا حل کراتے تھوڑے ہی زمانے کے بعد ایک اور مصیبت تازہ پیش آگئی یعنے اہل بدعت کا دور ہونے لگا اور اہل حق کے مقابل مین بغاوت ہونے لگی، اسکے بعد اظہار حق کی جرأت

ہونے لگے اور لوگون مین حافظ کی بھی کمزوری محسوس کیجانے لگی، دنیا کی قدرتی امور مین سے یہ بھی ایک حقیقت واقعہ ہے کہ جسقدر انسان اپنے مصنوعات پر بھروسہ کرتا جاتا ہے اسیقدر قدرت کی پیدا کی ہوئی اشیا سے کم مستفیض ہوتا ہے یا جسقدر مادیات کے ذریعہ سے آدمی کام لیتا ہے اُسیقدر روحانیت کا فقدان ہوتا جاتا ہے مثال کے طور پر موجودہ طب اور طب قدیم ہی کو دیکھ لیجئے، پہلے اطبا اور حکما معالجہ بذریعہ اشراق روحانی طور پر کرتے تھے نہ اُنکو نبض دیکھنے کی ضرورت نہ بول و براز جانچنے کی حاجت تھی لیکن رفتہ رفتہ ان امور کے ذریعہ سے تشخیص امراض ہونے لگی اسلیے عقل انسانی بذریعہ حواس کام کرنے لگی اب فی زمانہ اسطرح کی تشخیص مرض کو آجکی تشخیص سے مقابلہ کیجیے جبکہ ہر قسم کے آلات موجود ہین مجھکو اس سے بحث نہین کہ ان دونون مین سے کون طریقہ صحیح ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ اگلے اطبا اپنے عقل و فراست و حواس ظاہرہ کی مدد سے جسطرح حیرتناک طریقہ پر تشخیص امراض کرتے تھے وہ اس زمانے مین بالکلیہ مفقود ہے بلکہ موجودہ ڈاکٹر اور اُنکے معتقد ایسے واقعات کو افسانہ اور کہانی سے زیادہ وقعت نہین دیتے مگر واقعات کو اپنی آنکھون سے دیکھنے والے جانتے ہین کہ یہ واقعات ہین جنکا انکار دوسرے مشاہدات کے انکار کے مانند ہے غالبًا ہمارے محترم اور معظم بزرگ سید جالب صاحب کو تو سیکڑون ایسے واقعات کا علم ہوگا اور بعض واقعات تو خود میرے چشم دید ہین لیکن اب طبی دنیا آلات کے ذریعہ سے اسطرح تشخیص امراض کی عادی ہوگئی ہے کہ اگر اسوقت کوئی ایسا مریض سامنے آجائے جسکا مرض آلات کے ذریعہ سے تشخیص نہو سکتا ہو تو ایسی حالت مین ڈاکٹرون سے بہت زیادہ ہمارے پرانے اطبا کامیابی سے علاج کر سکینگے اسکی وجہ یہی ہے کہ آلات کے وجود نے عقل کو بذریعہ دوسرے مشکل ذرائع سے کام لینے کی عادت چھڑا دی ہے بعینہ یہی حالت قوت حافظہ کی ہے ہم آئے دن دیکھتے ہین کہ بچون کو

دیکھے تھے جنھوں نے جلوۂ ایزدی کو شکل انسانی مین اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور کوئی ایک کلمہ
بھی ان بزرگ سے سُنلے جسنے اپنے کانون سے وحی کو صاحب وحی سے سُنا ہے اس اکیلے
واقعہ سے آپ اندازہ کرسکتے ہین کہ صحابہ سے احادیث سننے کا کسقدر شوق اسوقت
موجود تھا اُسوقت تک صحابہ کی موجودگی کیوجہ سے لوگون کو اسکی فکر نہ تھی کہ کوئی شخص
گڑھی ہوئی احادیث کے ذریعہ سے اُنکو دھوکا دیسکتا ہے اسلیے جرح وتعدیل اور سوائے
صحابہ کے کسی دوسری کسوٹی کی انکو احتیاج نہ تھی۔ ابن سیرین سے میزان الاعتدال
مین مروی ہے کہ اسناد کے پرکھنے کی ضرورت واقعات فتن کے بعد ہوئی اسکے
قبل اسکی ضرورت نہ تھی، صحابہ کے بعد تابعین کبار نے اس خدمت کو اپنے ذمہ
لیا اور چونکہ تابعین ہی کے گروہ مین وضعین بھی شامل تھے اسلیے ائمہ دین کو زیادہ
متوجہ ہونا پڑا، اور سوائے بڑے بڑے ائمہ دین کے دوسرون پر اعتبار کرنا دشوار ہوگیا
عام طالبین حیران تھے کہ کیا کرین کسطرح غلط کو صحیح سے تمیز کرین مجبوراً اُنھون نے
صرف انھین تابعین پر اعتبار کیا جنکی ثقاہت زہد وتقوے کو خود اپنی آنکھون سے
دیکھا اور جانچ لیا تھا اور جنکی تعریف وتوصیف گروہ صحابہ مین بھی ضرب المثل تھی
جیسے سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، حسن بصری، علقمہ، نافع
مولیٰ ابن عمر، سالم بن عبد اللہ بن عمر ودیگر کبار تابعین کہ جنمین سے اکثر صحابی زادے
یا صحابہ کے تربیت دادہ اور منظور نظر تلامذہ تھے، ایک طرف اگر اہل بدعت گڑھی
ہوئی احادیث کی اشاعت اور صحیح حدیثون کے چھپانے سے اہل باطل کی مدد
کرتے تو یہ کبار تابعین اپنی نیک کوششون سے انکا مقابلہ کرتے تھے اور بلاخوف
لومۃ لائم احادیث صحیحہ بیان کرتے اور جھوٹون کے جھوٹ کو علی الاعلان واضح
کردیتے مگر اسمین شک نہین کہ دونون طرف کی کوششین بارآور ضرور ہوئین گو کوئی
کم اور کوئی زائد مگر اب یہ مشکل پیش آنے لگی کہ حذاق ملت ایک کے بعد ایک فوت

کیجانب توجہ کرنا نظر نہین پڑا اگر کہین احادیث کو بھی قرآن کیطرح خلفائے راشدین نے
مدون کر دیا ہوتا تو یقین کیجیے کہ بہت کچھ کیا بلکہ قرآن ہی کیطرح وہ بھی دست تصرف سے
محفوظ ہو جاتے اور باہمی مسلمانو نمین کثیر فرقہ بندیون کی زائد تر روک تھام ہو جاتی
آج احادیث مین جو جو شبہات اور شکوک اسنادو در الفاظ کے اختلاف کیوجہ سے پیش
آتے ہین قرآن کیطرح تدوین وجمع کے بعد پیش نہین آسکتے تھے مگر قدرت کو یہ منظور
نہین تھا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت کر رہی تھی اب سب سے معتبر
اور مستند احادیث کا مجموعہ جو عہد رسالت کی یادگار تھا اور جسمین ابو ہریرہؓ کی ۲۴۷
احادیث سے بھی کہین زائد احادیث جمع تھے وہ بھی قدرت نے ہمارے پاس باقی نہ
رہنے دیا مین سمجھتا ہون کہ دنیائے اسلام مین حدیث کا اول مجموعہ وہ تھا جو عبداللہ بن
عمرو بن العاص حضور انور کے زمانے مین لکھتے جاتے تھے اور گو غالبًا وہ مدون صورت
مین نہین تھا مگر احادیث کا ایسا مصدق اور مستند مجموعہ تھا کہ صحیح بخاری ومسلم کی بھی
اسکی موجودگی مین وہ وقعت باقی نہ رہتی جو ان دو کتابونکو آج دنیائے اسلام مین
حاصل ہے مگر افسوس کہ یہ مجموعہ نامعلوم اسباب سے ضائع ہو گیا اور اسکا کوئی وجود
بلکہ تذکرہ بھی اسوقت تو کیا قرون اولے مین بھی سننے مین نہین آیا اور خدا جانے
کہ وہ کیا ہو گیا بلکہ لطف یہ ہے کہ اس مجموعہ کے جامع یعنے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے
جو احادیث اسوقت کتب احادیث مین مروی ہین انکی تعداد صرف ۸۰۰ ہے جو
ابو ہریرہؓ کی مرویات کے ۱/۵ حصے سے بھی کم ہے اور دیگر مکثرین فی الروایت سے بھی
بہت کم ہے بہرحال اس اول مجموعہ کے علاوہ ہمکو دور صحابہ مین کسی دوسرے
مجموعہ احادیث کا تذکرہ نہین ملتا ہے سوائے جزئی احکام صدقات وغیرہ کے
جب تابعین اور کبار ائمہ دین بھی دنیا سے تشریف لیجانے لگے تو اب فکر پیدا
ہوئی کہ احادیث کی حفاظت کی کیا صورت اختیار کیجائے دوسری طرف قلم سے

قرآن شریف یاد کرایا جاتا ہے اور وہ اُسکو بآسانی یاد کر لیتے ہین مگر جب کتاب سمجھنے کا
کام آجاتا ہے تو رفتہ رفتہ یہ قوت کمزور ہو جاتی ہے چنانچہ جسقدر قوت حافظہ بچونکی
قوی ہوتی ہے جوانونکی اُتنی نہین ہوتی، حضور انور کی بعثت کے وقت عرب مین کتابت
کا بہت کم رواج تھا، حضور انور کے اصحاب مہاجرین وانصار مین وفات شریف کیوقت
معدودے چند حضرات کتابت جانتے تھے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور انور کے ارشاد کے مطابق
کتابت سیکھی تھی ان اصحاب کاتبین کی تعداد زائد سے زائد جو مروی ہوئی ہے وہ
پندرہ بھی مشکل سے ہی گو یہ تعداد ضرورت کے اعتبار سے برابر تیزی سے بڑھتی رہی
اور آخر عہد صحابہ مین تو ہزارون سے متجاوز ہو گئی ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین جبکہ
اسباب مادی کم تھے تو انسان کو خدا کی عطا کی ہوئی قوت حافظہ سے کام لینا پڑتا
تھا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اُسوقت تمامتر بھروسہ حافظہ ہی پر تھا اور عموماً عرب اور خاصکر صحابہ
ایسی زبردست قوت حافظہ رکھتے تھے کہ اُسکا قیاس کرنا بھی دشوار ہے جو تعداد
احادیث کی اسوقت موجودہ کتب مین موجود ہے وہ ہزارون سے متجاوز ہو گئی ہے
اور یہ سب صحابہ کے قوت حافظہ ہی کے نمونے ہین، قرآن شریف بھی علاوہ مکتوب کے
قوت حافظہ ہی پر بھروسہ کر کے لکھا گیا تھا د صحابہ نے من اولہ الی آخرہ اسکو حضور
انور کے عہد مین حفظ کر لیا تھا اور بڑی بڑی سورتونکے تو اکثر حافظ تھے یہ حفظ باللفظ کی
کیفیت تھی حفظ بالمعنے تو تقریباً تمام اصحاب کو تھا اسیوجہ سے اصحاب کو اپنی قوت
حافظہ پر پورا اعتماد تھا اور کبھی بھی شاذونادر کے سوا اُنھون نے کتابت کی جانب
توجہ نہین کی لیکن جیسا کہ مین اوپر بیان کر چکا ہون حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے
زمانے مین جمع حدیث کی ضرورت محسوس ہونے لگی تھی اور تمام صحابہ اسکو جمع کر دینے کی رائے
ظاہر کر چکے تھے مگر قرآن کے ساتھ بے توجہی کے خوف نے اُس سے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کو مجبوراً باز رکھا تھا اور اُسکے بعد ہمکو باوجود تلاش پھر کبھی صحابہ کا جمع احادیث

اسلیے جو کچھ بھی احادیث مکتوب کرتے اسکو اپنے پاس ہی محفوظ رکھتے اور تلامذہ کو اپنی کتاب پڑھکر
سُنا دیتے یا تلمیذ استاد کی کتاب اُسکی اجازت سے پڑھتا اور دوسرے تلامذہ اور استاد توجہ سے
سنتے رہتے اور جبتک اس طریقہ کو نہ برتتے آجکل کیطرح حوالۂ کتاب سے روایت کے مجاز نہوتے
اور اگر روایت کرتے بھی تو وہ حدیث متصل نہ سمجھی جاتی اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ کتاب مین
قلمی ہونیکی وجہ سے تصرفات کا احتمال تھا اور قوت حافظہ پر ایسا اعتماد تھا کہ اس مین
گنجائش تصرفات کی بہت کم سمجھتے تھے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہین اُس زمانے مین
قوت حافظہ کسقدر زبردست تھی کہ کتابت سے بھی زائد وہی قابل اعتماد ہوتی تھی غالبًا
اُس زمانے کے حیرتناک حافظہ کے قصے آپنے بہت سُنے ہونگے اور معلوم نہین کتنے لوگ
ہونگے جو اُنکو افسانہ سے زائد وقعت نہ دیتے ہونگے مگر وہ واقعات تھے جنکا قدر
مشترک متواتر کی حد پر پہونچ چکا ہے، اگر طول مضمون کا اندیشہ نہوتا تو مین آپ کو
محدثین کے قوت حافظہ کے دلچسپ قصص سُناتا، دور حاضر سے سو برس قبل تک ایسی
زبردست قوت حافظہ کی متعدد مثالین موجود تھین جو افسوس ہو کہ اب بطور نادر واقعات کے
کبھی کبھی سننے مین آتی ہین، اصمعی نے تین دنمین قرآن یاد کر لیا تھا، ابو تمام اور متنبی
کو جاہلیت و اسلام کے شعرائے عرب کے ایک لاکھ سے زائد اشعار یاد تھے، امام احمد بن
حنبل کو سات لاکھ سے زائد دس لاکھ تک، حافظ ابو زرعہ کو سات لاکھ۔ یحیٰی بن
معین کو دس لاکھ، مسلم کو تین لاکھ، ابو داؤد کو پانچ لاکھ، حافظ ابو بکر کو ایک لاکھ،
حافظ ابو العباس کو تین لاکھ سے زائد، اسحاق بن راہویہ کو ستر ہزار حدیثین برزبان
یاد تھین، بخاری کی قوت حافظہ کا ایک حیرتناک واقعہ عام کتابونمین مروی ہے
کہ جب وہ بغداد مین گئے تو لوگون نے اُنکا امتحان لینا چاہا اور دس آدمی سکھا پڑھا کر
اسکے لیے مقرر کیے جب امام بخاری مجمع مین احادیث بیان کر رہے تھے تو اُن دس
آدمیونمین سے ایک آدمی اُٹھا اور اُسنے دس صحیح حدیثین جنکی سندین اُسنے بدلدی تھین

نکل پڑنے کیوجہ سے جسکی طرف ارشاد نبوی مین اشارہ بھی کیا گیا تھا۔ لوگونین بجائے قوت حافظہ کے کتابت پر بھروسہ کرنیکا خیال پیدا ہو رہا تھا اسلیے اولاً خلیفہ راشد مجدد مائۃ اولیٰ شیخ بنی امیہ امام عادل عمر بن عبد العزیز نے اپنے نامور نانا فاروق اعظم کی پیروی مین جمع احادیث کا ارادہ کیا اور حدود سلطنت مین جو کبار ائمہ موجود تھے اُنکو لکھ بھیجا کہ سنن حضرت رسالت کو لکھکر ایک جگہ جمع کردو۔ بخاری اور موطا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خاصکر ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو عمر بن عبد العزیز نے لکھ بھیجا کہ احادیث وسنن کو لکھکر میرے پاس بھیجدو مجھے خوف ہے کہ علما جلد جلد وفات پا رہے ہین اور کہین ایسا نہو کہ علم فنا ہو جائے بقول حافظ ابن حجر عسقلانی یہ تدوین حدیث کی اول کوشش تھی کہ جو عمر بن عبد العزیز کے حصہ مین آئی ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم یہ اُنھین محمد بن حزم کے پوتے ہین جنکے واسطے حضور نے احکام الصدقات لکھوائے تھے اور میرا خود خیال یہ ہے کہ غالباً اسی وجہ سے عمر بن عبد العزیز کی نظر انتخاب انھین پر پڑی تمہید ابن عبد البر مین ہی کہ اس حکم کی تعمیل مین ابو بکر حزمی نے چند مجموعہ احادیث لکھے لیکن عمر بن عبد العزیز تک اُسکے پہونچنے کی نوبت نہین آئی اور عمر بن عبد العزیز کا انتقال ہو گیا۔ جن دوسرے ائمہ کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے لکھ بھیجا تھا انہین امام مالک کے مشہور استاد زہری بھی تھے اور اُنھون نے بھی امیر المومنین کے ارشاد کی تعمیل کی اوائل سیوطی مین حافظ ابن حجر کی شرح بخاری سے نقل کیا گیا ہی کہ اول من دون الحدیث ابن شہاب الزہری فی خلافۃ عمر بن عبد العزیز بامرہٖ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ عمر بن عبد العزیز کے حکم کی غالباً دوسرے ائمہ نے بھی تعمیل کی ہوگی اور امام مالک کے استاد زہری نے بھی کوئی مجموعہ حدیث تیار کیا تھا، اسکے بعد کتابت کا دروازہ کھلگیا اور تدوین کتب کے جانب لوگون کی زیادہ توجہ ہو گئی، مگر اول تو کتابت کم جاننے کیوجہ سے دوسرے کتابت مین دھوکے اور فریب کے خیال سے ائمہ کو زیادہ بھروسہ حافظہ ہی پر ہوتا تھا۔

تو اُنکو نہایت تعجب ہوا اور مولانا سے بظاہر اس فضول فعل کے متعلق دریافت فرمایا
مولانا نے ہنسکر فرمایا کہ محض تفریح طبع کیواسطے یہ کرتا ہون اور جو کچھ سنتا ہون
اُسکو یاد کرلیتا ہون، حضرت شاہ صاحب نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کو کیا یہ اشعار یاد بھی
ہوجاتے ہین، مولانا نے فرمایا اگر آپکو یقین نہو تو امتحان لے لیجیے انھون نے
آتش کا دیوان اُٹھالیا اور مولانا نے پڑھنا شروع کیا تو واقعاً مولانا کو سب
یاد تھا، خود مولانا سے روایت ہے کہ اُنکو تقریباً پندرہ ہزار صرف اردو کے اشعار
یاد تھے، موجودہ فرمانروائے رامپور کا بھی ایسا زبردست حافظہ ہے کہ اُسکی نظیر
مشکل سے ملیگی، اردو فارسی، عربی کے شعرائے ماضی کا اتنا کلام اُنکو یاد ہے کہ میرے
سامنے قاآنی اور دیگر شعرا کے قصائد کے قصائد اُنھون نے پڑھکر سُنائے، علاوہ
انکے کتب درسیہ کی عبارتین ابتک اُنکے حافظہ مین ہین، افق المبین سے اُنکو عشق
ہے آپ ان مثالون سے اگلے حفاظ حدیث کے قوت حافظہ کا صرف ناقص اندازہ
کرسکتے ہین ورنہ حقیقی اندازہ تو اسوقت مافوق العقل سمجھا جائیگا، غرضکہ قوت حافظہ کی
بے مثالی نے قرون اولی مین کتابت سے حفظ کو مقدم ہی رکھا اسی بناپر صحابہ اور
تابعین مین اختلاف تھا کہ کتابت حدیث جائز بھی ہے یا نہین، گو بعد کو نووی کہتے
ہین کہ امت نے جواز کتابت پر اتفاق کرلیا ہے مگر پھر بھی بعض کبار علما کی راے ہے
کہ کتابت پر حفظ کو عموماً تقدم حاصل ہے مگر سچ یہ ہے کہ اگر کتابت مین جعل و فریب کا
احتمال نہو اور دوسرے وہ شرائط جو مکتوب سے روایت حدیث کے متعلق محدثین نے لکھے
ہین، پائے جائین تو یقیناً اُسکو تقدم ہونا چاہیے اور اب اس زمانے مین تو حفظ کی کوئی بحث
ہی بیکار ہے، غرضکہ صحابہ اور تابعین کے اپنے قوت حافظہ پر بھروسہ کرنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت کم
اُنکو کتابت و جمع احادیث کا اتفاق ہوا مگر عام رجحان کتابت کا خیال کرتے ہوے یہ
ناممکن تھا کہ وہ کتابت کیجانب کچھ بھی توجہ نہ کرتے اور خاصکر جب امیر المومنین کا حکم بھی

امام بخاری کے روبرو پڑھیں بخاری نے کہا کہ یہ حدیثیں میں نہیں جانتا دوسرا شخص اُٹھا اُسنے دوسری دس حدیثیں اسیطرح سند یا متن میں گڑبڑ کر کے پڑھیں اور بخاری سے دریافت کیا بخاری نے کہا میں نہیں جانتا یکے بعد دیگرے دسوں آدمی کھڑے ہوئے اور ہر ایک نے اسیطرح حدیثیں گڑبڑ کر کے سُنائیں اور ہر مرتبہ بخاری یہ کہدیتے کہ میں نہیں جانتا جب سب امتحان لینے والے ختم ہوگئے تو بخاری نے پوچھا کہ اب تو کوئی باقی نہیں ہے کسی نے کہا کہ نہیں، تب بخاری نے اول دریافت کرنیوالے سے کہا کہ تم نے جو حدیثیں اسطرح بیان کیں وہ اس سند سے اسطرح پر مروی ہیں نہ کہ جسطرح تم روایت کرتے ہو اسکے بعد ترتیب وار ہر سائل کی حدیث کے متعلق اُنکی غلطیاں اور صحیح طریقہ سند و متن کا بیان کر دیا۔ تھوڑے زمانہ قبل تک زبردست قوت حافظہ کی بہت مثالیں موجود تھیں جو ابطور نادر واقعات کے کبھی کبھی سننے میں آتی ہیں، علمائے فرنگی محل میں ملاحسن شارح سلم کا حافظہ اسقدر زبردست تھا کہ کتب درسیہ اُنکو اکثر برزبان یاد تھیں ایکمرتبہ اُنکے ایک شاگرد ہدایہ پڑھ رہے تھے اسمیں کئی سطریں کاتب سے لکھنے میں چھوٹ گئی تھیں جب شاگرد وہاں پر پہونچا تو ملاحسن نے اپنی یاد سے پوری چھٹی ہوئی عبارت درست کرادی، اگر اُنکا کوئی شاگرد درسی کتاب کی عبارت غلط پڑھتا تو اُسکو اپنی یاد سے درست کرادیتے، مولانا بحرالعلوم نے ایک بڑی مبسوط کتاب صرف تین دنمیں پوری دیکھکر اسکے مضامین اپنے ذہن میں محفوظ کر لیے، مولانا عبدالحی رحمۃ کو بھی بلا کا حافظہ قدرت سے مرحمت ہوا تھا، مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا قاعدہ تھا کہ جسوقت تصنیف فرماتے اپنے ایک دوست مولوی عبدالغنی فرنگی محلی کو اپنے پاس بٹھا لیتے اور آتش یا ناسخ یا مصحفی کا دیوان کھولکر اُنکے سامنے رکھدیتے مولوی عبدالغنی صاحب دیوان پڑھنا شروع کرتے اور مولانا تصنیف شروع فرماتے ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا مولانا سے ملنے آئے اُنھوں نے جو یہ دیکھا

علما کو مختلف پریشانیوں مین مبتلا کر دیا اور ہر شخص اپنے اپنے انکار مین مبتلا ہو گیا، جب بنی امیہ کا خاتمہ ہو گیا اور بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی تو اب دین مین ایک نئی مصیبت پیش آنے لگی، سلطنت گردی اور دوسری پولٹیکل وجوہات سے لوگون نے وضع احادیث زیادہ کرنا شروع کیا اور اپنے اپنے اغراض کے موافق حدیثین گڑھکر لوگون مین کثرت سے پھیلانا شروع کر دین، اس ابتلا کو دیکھکر ائمہ موجودین نے جمع احادیث کیجانب توجہ کی اور سب سے پہلے ربیع بن صبیح نے حدیث مین باقاعدہ کتاب تالیف کی اور اسکی تقسیم ابواب فقہیہ پر کی جیسا کہ مین اوپر ذکر کر چکا ہون علامہ سیوطی کہتے ہین کہ شعبی نے اس سے بھی پہلے ترتیب ابواب کے ساتھ ایک مجموعہ حدیث تیار کیا تھا بہت ممکن ہے کہ چند ابواب خاص کی کوئی تصنیف شعبی کی بھی ہو مگر کوئی مجموعہ جسکو کتاب کہا جا سکے غالبًا شعبی نے مدون نہین کیا تھا اور یہ شرف دوسری صدی کے علما کے حصے مین لکھا تھا زہری یا ابن حزم یا ابن منبہ بلکہ عبداللہ بن عمرو بن عاص کے مجموعات حدیث کی یہ صورت تھی کہ جو کچھ احادیث اُنکے علم مین تھے، ان بزرگون نے بلا کسی تقسیم و ترتیب کے اُنکو اکٹھا ایک جگہ جمع کر دیا تھا، تدوین حدیث پہلی صدی مین صرف اسیقدر ہوئی تھی، دوسری صدی کے علما نے اسمین ایک قدم اور آگے بڑھایا اور جیسا کہ مین نے اوپر عرض کیا ہے مشہور یہ ہے کہ ربیع بن صبیح نے اس خدمت کو پہلے انجام دیا، علمائے محدثین مین اس بارے مین اختلاف شدید ہے کہ اس قسم کی کتاب جسمین تقسیم ابواب کے ساتھ احادیث کو جمع کیا گیا ہو سب سے پہلے کس محدث نے تحریر فرمائی؟ اتنے نام شرف اولیت مین ذکر کیے گئے ہین۔ اسحاق بن راہویہ ۲۳۸ھ وفات، سعید بن ابی عروبہ ۱۵۶ھ وفات، حماد بن سلمہ ۱۶۷ھ وفات، اوزاعی ۱۵۶ھ وفات، ربیع بن صبیح ۱۶۰ھ، معمر ۱۵۴ھ، جریر بن عبدالحمید ۱۸۸ھ عبداللہ بن مبارک ۱۸۱ھ، ابن ابی الذہب ۱۵۹ھ، ہشیم ۱۸۳ھ، سفیان ثوری ۱۶۱ھ ابن جریج ۱۵۰ھ، امام مالک ۱۷۹ھ، آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہین کہ یہ معلوم ہونا کسقدر

موجود ہو، اسی لیے ابوبکر بن حزم و زہری کے علاوہ بعض دیگر کبار نے بھی اُسپر توجہ کی میرا خیال
یہ ہے کہ زہری اور ابوبکر حزمی سے بھی پیشتر عامر شعبی اور ہمام بن منبہ نے صحابہ کے بعد دور
تابعین مین اول جمع حدیث کیا اور علم حدیث کا ایک ایک مجموعہ تیار کیا، صحیحین دیکھنے والون کو
معلوم ہوگا کہ ہمام بن منبہ نے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسب علم کرنیوالون مین سے تھے
اپنے شیخ ابوہریرہ کی احادیث ایک صحیفہ مین جمع کیے تھے اور اس صحیفہ سے وہ اپنے تلامذہ سے
حدیث بیان کرتے تھے، عامر شعبی کے متعلق سیوطی نے تحریر کیا ہے کہ انھون نے ترتیب
ابواب کے ساتھ ایک مجموعہ علم حدیث مین مدون کیا تھا، کتب احادیث کے دیکھنے سے پتہ
چلتا ہے کہ جسطرح ہمام بن منبہ نے اپنے شیخ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے احادیث کو جمع کیا
تھا اُسیطرح بعض دوسرے شیوخ کے تلامذہ نے بھی کیا تھا اور ممکن ہے کہ ہمام بن
منبہ کیطرح صحابہ کے دیگر تلامذہ کے بھی صحیفے ہون مگر میری نظر سے اوپر کے بیان کیے
ہوے صحیفون اور جوامع کے علاوہ دوسرے صحائف کا تذکرہ نہین گزرا ہے، ہمام بن
منبہ نے جو کچھ بھی جمع کیا تھا وہ بہت تھوڑا تھا اور احادیث ابوہریرہ کو دیکھتے ہوے
سمندر مین سے ایک قطرہ کے مانند تھا اس صحیفہ کا ایک کثیر حصہ مسلم اور دیگر محدثین نے
اس تصریح کے ساتھ کہ یہ ابن منبہ کے صحیفے کی روایت ہے ہم تک اپنی کتابونکے ذریعہ سے
پہونچا دیا ہے مگر شعبی اور زہری اور ابوبکر حزمی کے جمع کیے ہوے مجموعہ کا کوئی ذکر کتب
احادیث مین نہین ہے اور غالب گمان یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کے مجموعہ کیطرح
یہ مجموعے بھی قرون اولی مین ضائع ہوگئے اور اسوقت دنیاے اسلام مین تابعین کی
بھی جمع کی ہوئی حدیث کی کوئی کتاب ہمارے سامنے موجود نہین ہے بلکہ اُس کے
جانب منسوب بھی کوئی کتاب حدیث کی ہمارے پیش نظر نہین ہے، لیکن اسمین شک
نہین ہے کہ تابعین نے دروازہ جمع و تدوین حدیث کا کھولدیا تھا اور اس سے تبع تابعین
نے بہت نفع حاصل کیا، مگر سلطنت اموی کے خلاف سازشون کی گرم بازاری نے تمام

اُنکی مولفہ کتاب موطا ہی جو عالم مین اُسوقت سے لیکر اسوقت تک ایسی شہرت پاگئی ہی کہ جو سوائے
چند کتابونکے دوسرے کو حاصل نہین ہوسکی، امام شافعیؒ کا قول ہے ماعلی وجہ ادیم الارض
بعد کتاب اللہ اصح من موطا یعنے روئے زمین پر قرآن کے بعد موطا سے زائد کوئی صحیح
کتاب نہین ہی، دنیا کے عظیم تر بادشاہ ہارون رشید اور اُسکے دو محبوب شہزادون یعنے امین
و مامون نے عام طلبا کے ساتھ بلا امتیاز و تفریق کے زانوئے ادب امام مالک کے
سامنے تہ کیا اور موطا کو اول سے آخر تک خود اُسکے مولف سے پڑھا ہارون کا پڑھا
ہوا موطا قسطنطنیہ یا مدینہ منورہ کے شاہی کتب خانہ مین ابتک موجود تھا غالبا یہ اعزاز
موطا اور اُسکے مولف کے سوا کسی دوسرے کے حصے مین نہ آیا ہوگا مگر حق یہ ہے کہ امام
مالک عالم مدینہ امام دار الہجرت اور اُنکے موطا کو دیکھتے ہوے یہ نہ تو امام مالک کی
کوئی بڑی عزت ہے نہ موطا کی کوئی بڑی قدر افزائی ہے بلکہ اگر ہارون و مامون سر کے
بل مسجد نبوی مین امام مالک کی خدمت مین حاضر ہوکر صاحب شرع کے کلمات شریفہ
کو سماعت کرتے تو زیبا تھا مگر بہرحال ایسی عزت بھی غالبا کسی دوسرے مصنف اور
اُسکی تالیف کو حاصل نہین ہوئی ہوگی امام مالک کے اس موطا کو عامہ اسلام نے اپنے
سر عقیدت پر رکھا اور دنیائے اسلام سے لوگ جوق جوق اُسکی تحصیل کیلیے امام
مالک کی خدمت مین حاضر ہونے لگے، ہارون رشید نے امام مالک کو آمادہ کیا کہ آپ
اگر اجازت دین تو مین اس کتاب پر تمام عالم اسلامی کو بطور یکجا اکٹھا کردون جسطرح
کتاب اللہ پر سیدنا عثمان ذی النورین رضؓ نے کیا تھا امام مالک نے ارشاد فرمایا کہ
امیر المومنین حضرت رسالت کے اصحاب تمام ممالک اسلامی مین متفرق ہوگئے تھے اور
اُنھون نے تمام دنیا مین جو علم پھیلایا ہی اُسکا ایک جز قلیل میری کتاب مین نہین
چاہتا کہ میری کتاب کیوجہ سے حضرت رسالت کے ارشادات کی اشاعت رک
دیجائے، اب موطا چار دانگ عالم مین مشہور ہوگیا اور ایشیا، یورپ، افریقہ کے تمام ممالک

دشوار ہی کہ انمین سے کسکو تقدم حاصل تھا واقعہ یہ ہی کہ یہ سب حضرات تقریباً ہمعصر تھے اور تھوڑے تھوڑے زمانے کے تفاوت سے ان سب حضرات نے کتابین تصنیف کین ایسی صورتمین کسیکے متعلق یہ کہنا کہ فلان کو تقدم ہی سخت دشوار ہی ۱۵۰ھ سے لیکر ۱۹۰ھ تک کے چالیس سال کے عرصہ مین سب نے کتابین تالیف کین، البتہ اسحاق بن راہویہ کا نام اس فہرست مین ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی کیونکہ وہ یقیناً امام احمد بن حنبلؒ کے ہمعصر تھے اور اُن کی پیدائش کے قبل غالباً موطا تصنیف ہوچکی تھی، اسیطرح عبداللہ بن مبارک کا نام شرف اولیت مین لینا بظاہر صحیح نہین معلوم ہوتا ہے وہ امام مالک کے شاگرد ہین اور غالباً استاد سے تصنیف مین بھی وہ موخر ہی ہونگے، بہر حال علما نے فیصلہ یہ کیا ہے کہ انمین سے ہر شخص اپنے اپنے وطن کے اعتبار سے شرف تقدم رکھتا ہی اور حقیقی اولیت دریافت نہین ہوسکی ہے ان حضرات مین سے بعض حضرات صغار تابعین مین سے ہین، اسلیے اسمین کوئی شک نہین ہی کہ ترتیب اور تدوین حدیث کا کام تابعین کے آخری دور مین شروع ہوگیا تھا اور تبع تابعین کے زمانے مین بہت سے لوگون نے اسمین حصہ لیا، مشہور ہے کہ اس دور کے محدثین مین سے کئی صاحبون نے ایک ایک کتاب حدیث مین تحریر کی تھی اور ہر کتاب کا نام موطا تھا، بہر حال تبع تابعین کے شروع دور مین اور تابعین کے آخری دور مین جن حضرات نے کتابین حدیث مین تدوین کی تھین وہ یہ حضرات تھے، مگر خدا کی قدرت کہ ان حضرات مین سے کسیکی یا اُنکے قبل کی کوئی کتاب حدیث کی بلکہ میرا تو یہ خیال ہی کہ اہل اسلام کی کوئی تالیف اور جمع کی ہوئی کتاب ۱۵۰ھ سے قبل کی اسوقت صفحہ عالم پر سواے موطا امام مالک کے موجود نہین ہی، بعض کتابون مین روایت ہے کہ امام مالک سے کسی نے عرض کیا کہ ابن ابی ذئب کا موطا آپکے موطا سے زائد جامع ہی آپ کی کتاب کی کون قدر کریگا امام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کیلیے جو کتاب لکھی جائیگی وہ ضرور عالم مین باقی رہیگی امام مالک کے اس سچے قول کی مصداق

پیدا ہو گئی گو یہ بلا کم و بیش پہلے سے موجود تھی مگر اب اُسمین بہت ترقی ہو گئی ہر فرقہ
اپنے مذہب کے عقائد کی صحت کے دلائل کتاب و سنت ہی سے پیش کرتا تھا، ظاہر ہے کہ
کسی مذہب کے تمام پیرو متدین اور پابند مذہب نہین ہوا کرتے بہت سے لوگ انمین سے
وہ بھی تھے جو بے ادراک تھے اُنھون نے زور بحث مین یا اپنی بات کی پچ مین احادیث
گڑھ گڑھکر پیش کرنا شروع کر دیے قرآن پر دست تصرف دراز کرنیکی گنجایش بہت کم
تھی کیونکہ قرآن مین جو کچھ تصرف کیا جا سکتا تھا وہ معنوی تصرف ہو سکتا تھا اور
اُسکے ماننے کیلیے اہل زبان مشکل ہی سے تیار ہو سکتے تھے لیکن جس چیز پر بہت
زائد قابو چلسکتا تھا وہ حدیث تھی اسلیے دل کھولکر اُسپر حملے کیے گئے اور اُسمین ایک
حد تک کامیابی بھی حاصل کی، خطابیہ جو انھین فرقون مین سے ایک فرقہ تھا اپنے
مذہب کی نصرت کیلیے احادیث گڑھ لینے مین کوئی مضائقہ نہین سمجھتا تھا، ان
فرقون مین سے ایک شخص نے جب اپنے عقائد سے رجوع کیا تو بیان کیا کہ ہمارا طریقہ
تھا کہ جب کوئی رائے ہم قائم کرتے تھے تو اُسکے موافق ہمیشہ احادیث گڑھ لیا کرتے
تھے، انمین سب سے زائد خطرناک لامذہب اور دہریون کا گروہ تھا جو کھلم کھلا اسلام کی
بیخ کنی کی کوئی کوشش نہین کر سکتے تھے مجبوراً اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے اہل اسلام کے
کسی فرقہ مین داخل ہو جاتے تھے اور اسکے بعد دہریت اور لامذہبیت کی اشاعت
کرتے تھے اور نہایت عجیب و غریب احادیث گڑھ لیا کرتے تھے انمین سے محمد بن سعید کو
اسی جرم مین سولی دیجانے لگی تو اُسنے کہا مجھکو سولی دیسکتے ہو مگر ان پانچ ہزار
حدیثون کو کیا کروگے جو مین نے گڑھکر لوگون مین شائع کر دی ہین، انکے علاوہ ایک
گروہ علما مین بھی ایسا تھا جو دربار رس تھا اور بادشاہون اور اُنکے مصاحبین اور
ارکان دولت سے عطایا اور تنخواہین پاتا تھا ایسے لوگون مین گو اکثر حضرات بڑے بڑے
متدین اور حقگو اور نصیحت کوش ہوتے تھے مگر بعض انمین سے ایسے بھی تھے جنھون نے

اسلامی مین اسکی شہرت مہر نیم روز کیطرح ہو گئی، اس سے آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ تبع
تابعین کے شروع دور ہی مین حدیث کی کتب باقاعدہ مدون ہونے لگی تھی اور
یہ زمانہ حضور انور کی وفات سے تقریبًا سنہ ۱۵۰ھ یا کچھ کم وبیش بعد کا تھا، اُسوقت تک
جن بزرگون نے حدیث مین تالیفین کی تھین اُنکا صرف ایک ہی طریقہ رائج تھا
یعنے ہر عنوان کے ماتحت جسقدر احادیث آسکتے تھے وہ لکھدیے جاتے تھے اور ایک
باب جامع الابواب ہوتا تھا یہ ترتیب تقریبًا کتب فقہیہ کی ترتیب کے مانند تھی، سوا
اسکے کہ بہت سے ابواب کے عنوانات مین فرق تھا کیونکہ ایسے عنوانون کا فقہ سے کوئی
تعلق نہ تھا جیسے کتاب العلم، کتاب العقائد، کتاب الادب، کتاب بدء الخلق
وغیرہ گو اسمین سے بہت سے ابواب فقہ قدیم مین داخل تھے علاوہ اسکے ایک امر اور
بھی اوسوقت کے مولفات حدیث مین پایا جاتا تھا یعنے علاوہ قول وفعل حضرت رسالت کے
صحابہ کے اقوال و افعال شرعیہ کتب حدیث مین داخل کر لیے گئے تھے موطا امام مالک مین
بھی بہت کثرت سے اقوال صحابہ و نیز آثار تابعین موجود ہین پھر صحت حدیث کیلیے
وہ شروط ملحوظ نہین تھے جو بعد کو محدثین نے ضروری قرار دیے ہین اسکا نتیجہ یہ تھا کہ
احادیث مرسلہ وضعیفہ سے بھی کتابین خالی نہین تھین موطا مین اسکے علاوہ بلاغات
بھی موجود ہین باوجود انکے واقعہ یہ ہے کہ موطا سے زائد اسوقت کوئی صحیح کتاب
روئے زمین پر موجود نہ تھی، مین نے اوپر بیان کیا ہے کہ پولٹیکل وجوہ سے احادیث
گڑھے جانے لگے تھے اور یہ مرض روز بروز ترقی پذیر تھا اس سبب کے علاوہ اور بھی
اسباب تھے جنکی وجہ سے وضع احادیث کی کثرت ہو گئی تھی سیاسی انتشار کے علاوہ زندقہ والحاد کا بھی شیوع
ہو جاتا تھا اور کتب فلسفہ کے اسلامی کتب خانون مین اور مکاتیب مین داخل ہونیکی وجہ سے
وہ صحیح عقائد جنکو جمہور اہل اسلام تسلیم کرتے چلے آتے تھے اُنمین تزلزل
پیدا ہونے لگا اسلام مین اسوقت پولٹیکل فرقہ بندیون کے علاوہ عقائد کی فرقہ بندی

بیان فرمائی کہ مجھ سے حدیث بیان کی امام احمد بن حنبل ورتیحیے بن معین نے انھون نے
سُنا فلان امام سے، ان دونون صاحبون نے جب اپنا نام سُنا تو نہایت متعجب ہوے
اور امام احمد بن حنبل نے یحیے بن معین سے چپکے سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث
بیان کی ہے اُنھون نے کہا معاذاللہ مین نے تو کبھی اس شخص کی صورت بھی
نہین دیکھی اور نہ کبھی یہ حدیث سُنی کیا تم بھی اسکو نہین پہچانتے ہو امام احمد نے
فرمایا مین نے بھی کبھی اس شخص کی صورت نہین دیکھی اور نہ کبھی یہ حدیث سُنی،
تھوڑی دیر کے بعد یحیے بن معین نے اُس واعظ کو اپنے پاس بُلایا واعظ صاحب
سمجھے کہ اس زمانہ کے طریقہ مروجہ کے مطابق کچھ انعام دینگے جلدی سے یحیے کے
پاس آئے، یحیے بن معین نے اُنسے پوچھا کہ یہ حدیث تم نے کس سے سُنی انھون نے
فرمایا کہ امام احمد بن حنبل اور یحیے بن معین سے، یحیے بن معین نے اُنسے کہا کہ تم اُن
دونون کو پہچانتے ہو، واعظ نے کہا کہ مین نے اُنسے حدیث حاصل کی پہچانتا کیون
نہین ہون، یحیے بن معین نے کہا کہ سنو مین یحیے بن معین ہون اور یہ امام احمد ہین
ہم نے کبھی یہ حدیث نہین بیان کی خدا کیواسطے ہم پر جھوٹ نہ جوڑو اس پر واعظ
صاحب بہت زور سے قہقہہ مار کر ہنسے اور فرمایا کہ مین سنا کرتا تھا کہ یحیے بن معین
بھولے بھالے عقل کے آدمی ہین آج اسکی تصدیق ہوگئی، یحیے بن معین نے پوچھا
کہ یہ کیسے، واعظ نے کہا کہ جناب کیا دنیا بھر مین آپ ہی اکیلے یحیے بن معین اور
یہی اکیلے احمد بن حنبل ہین دوجنون یحیے بن معین اور احمد بن حنبل ہین جنسے مین
حدیث بیان کرتا ہون آپ یہ کیسے سمجھے کہ مین آپ سے اور آپکے دوست سے روایت
حدیث بیان کرتا ہون یہ راوی حدیث کوئی دوسرے یحیے بن معین اور احمد بن
حنبل ہونگے، امام احمد بن حنبل نے یحیے بن معین سے کہا کہ خدا کیلیے اُسکے منھ نہ لگو

عـــہ پر لطف امر یہ ہے کہ یہ قصہ بھی غالباً موضوعات مین سے ہی اور ابراہیم بن عبدالوحد کا ختراعی ہے جیسا کہ میزان الاعتدال مین ہے

ایمانداری اور دیانتداری کو بالائے طاق رکھدیا تھا اور بادشاہوں درارکان سلطنت کی
ادنی ضرورتو نپر احادیث گرڈھہ دینے مین باک نہین کرتے تھے، مہدی یعنے ہارون رشید
کا باپ کبوترون سے بہت دلچسپی رکھتا تھا ایک موقع پر جبکہ مہدی کبوتر اڑا رہا تھا
ایک عالم غیاث بن ابراہیم اُسکے پاس آئے مہدی نے اُنسے کہا کوئی حدیث کبوترونکے
متعلق بھی آپ کو معلوم ہے، غیاث نے کہا کہ مین نے فلان سے اور فلان نے فلان سے
یہانتک کہ فلان صحابی سے سُنا کہ حضور انور نے ارشاد فرمایا لا سبق الا فی نصل
او خف او حافر او جناح یعنے دوڑ جائز نہین ہے سوائے تیر اور گھوڑے اور اونٹ
اور پر دار جانورونکے، عالم صاحب نے پر دار جانورونکے الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیے
تھے، جب وہ جانے لگے تو مہدی نے حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین گواہی
دیتا ہون کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور حکم دیا کہ کبوتر ذبح کردیے جائین جنکی وجہ سے
حضور انور پر جھوٹ باندھ دیا گیا، اُس زمانے مین بھی آجکل کیطرح ایسے لوگ
بھی تھے جو پڑھے لکھے تو معمولی تھے مگر وعظ اور قصے خوانی کے ذریعہ سے لوگونپر
اپنا اقتدار قائم کرتے تھے اور اسطرح کسب زر کی صورت بہت اچھی پیدا کرلیتے
تھے اور عوام پر علما سے بھی سے زائد بعض اوقات اُنکا تسلط ہوجاتا تھا اور اگر
علما اُنکی مخالفت مین زبان کھولتے تو اُسلئے خود ذلیل ہوتے تھے یہ حضرات بعینہ
اس زمانے کے واعظون اور میلاد خوانون کیطرح افسانہ اور بے سروپا حکایتون کے علاوہ گرمی
سخن کیلیے احادیث گڑھ گڑھکر مزید ارعبارت آرائیون کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے
اور اس ذریعہ سے بھی موضوعات مین کافی اضافہ ہوگیا تھا، امام احمد بن حنبل اور یحییٰ
بن معین ایک مرتبہ جامع مسجد کی نماز پڑھنے گئے بعد نماز جمعہ ایک نوارد بزرگ جبہ و دستار
عالمانہ کے ساتھ بالائے ممبر تشریف لائے اور وعظ شروع فرمایا اور اسمین ایک
حدیث نہایت لمبی اور عجائب و غرائب سے پر بیان فرمانا شروع کی اور سند اُسکی یہ

احادیث ہین، زمخشری نے تفسیر کشاف مین بیضاوی اور ثعلبی اور واحدی نے اپنی
اپنی تفسیرون مین فضائل سور مین انہین ضعیف نہین بلکہ باطل اور موضوع احادیث
کو ذکر کیا ہے واحدی اور ثعلبی نے تو یہ غنیمت کیا ہے کہ اسناد احادیث بھی ذکر کر دیے
ہین مگر بیضاوی اور زمخشری نے بلا اسناد اسطرح پر ذکر کیا ہے جیسے کوئی صحیح حدیث
لکھے اسیوجہ سے ضروری ہے کہ ان تفسیرون مین نقل کی ہوئی حدیثون پر بغیر دوسری جگہ کر
ملاحظہ کیے ہوے بھروسہ نہ کرے، اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ فضائل قرآن یا سور مین
کوئی حدیث صحیح نہین ہے بعض سور تونکے فضائل مین صحیح احادیث موجود ہین مگر
بیانیہ اس امر کا بیان کرنا مقصود ہے کہ ایک گروہ نے محض قرآن کیجانب رغبت
دلانے کیلیے احادیث وضع کر لیے تھے ایک گروہ اصحاب الرائے یعنے فقہا کا بھی
ایسا تھا جسکا یہ خیال تھا کہ جب نظر صحیح کسی راے پر پہونچے تو ہم اسکی نسبت حضرت
رسالت کیجانب کر سکتے ہین اسکے معنے یہ ہین کہ محض اپنی راے کو حضرت رسالت
کیجانب نسبت کر کے حدیث کیطرح بیان کر سکتے ہین، غرضیکہ ان وجوہ اور انکے
علاوہ دوسرے دیگر وجوہ سے وضع احادیث کثرت سے ہونے لگی اور اب
علما کو ضرورت ہوئی کہ ان احادیث کو ایک جگہ جمع کر دین جو قابل احتجاج ہو سکتی
ہین یعنے موضوع احادیث کے علاوہ دوسری قسم کی تمام احادیث کو ایک جگہ جمع
کر دیا جائے اور اسکے بعد ممکن ہے کہ لوگ بقاعدۂ الاشیاء تعرف باضدادھا
موضوعات کو باسانی پہچان سکین، اولاً محدثین کیا رنے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مسند
لکھنا شروع کر دیے، مسند کا طریقہ اور ترتیب اسطرح پر نہ تھی جیسی اسوقت عام طور پر
دیکھنے مین آتی ہین یعنے ترتیب فقہ سے اسکی ترتیب مختلف ہوتی تھی بلکہ ہر صحابی
سے جو احادیث مروی ہوتے اس صحابی کا نام عنوان مین لکھکر اسکے تمام مرویات
لکھدیتے موطا اور اسکے پہلے کے اکثر تصانیف مین احادیث حضرت رسالت کے ساتھ

اور اپنے گھر چلو، اس قسم کے سینکڑون واعظ عالم اسلامی مین پھیلے ہوئے تھے،
ایک گروہ بنے ہوئے صوفیون کا بھی تھا جنھون نے ترہیب و ترغیب کے لیے
احادیث کا گڑھنا شروع کیا تھا، فرقہ کرامیہ کے نزدیک تو ترغیب و ترہیب کے لیے
احادیث گڑھنا جائز بھی تھا مگر شاید ان لوگون نے بھی وضع احادیث کو جائز کرلیا
تھا جب کوئی انپر اعتراض کرتا تھا کہ حدیث متواتر ہے من کذب علی متعمداً
فلیتبوء مقعدہ من النار جو مجھپر قصداً جھوٹ گڑھے اُسکو اپنا گھر جہنم مین بنا لینا
چاہیے" یہ حضرات کمال بیباکی سے کہتے کہ بعض لوگون نے اس حدیث کو یون
بھی روایت کیا ہے کہ "جو شخص لوگون کو گمراہ کرنے کیلیے مجھپر جھوٹ باندھے"
تو ہملوگ گمراہ کرنے کیلیے حضور انور پر جھوٹ نہین باندھتے ہین بلکہ لوگون کو ہدایت
کرنے کیلیے جھوٹ گڑھتے ہین، اسیطرح سے بعض ایسے علما تھے جنھون نے اپنے
خیال مین بعض دوسرے وجوہ سے نیک نیتی سے احادیث گڑھے تھے، میسرہ اور
ابوعصمہ نوح بن ابی مریم نے حضرت ابی بن کعب اور ابن عباس اور ابوامامہ رضی
اللہ عنہم سے قرآن شریف کی ہر ہر سورۃ کے فضائل مین علیحدہ علیحدہ ایک
حدیث وضع کی تھی جب کسی نے ابوعصمہ سے دریافت کیا کہ تمکو عکرمہ تلمیذ ابن
عباس سے فضائل سور قرآن مین حدیثین اسقدر کیسے معلوم ہوئین حالانکہ عکرمہ
اور ابن عباس کے دوسرے تلامذہ اسکا انکار کرتے ہین تو ابوعصمہ نے کہا کہ مین نے
لوگون دیکھا کہ لوگ مغازی ابن اسحاق اور فقہ ابوحنیفہ کیطرف
تو توجہ کرتے ہین مگر کوئی قرآن کیطرف توجہ نہین کرتا اسلیے مین نے فضائل
قرآن مین احادیث گڑھکر بیان کرنا شروع کردیے، عجیب پرلطف امر یہ ہے
کہ باوجودیکہ اس قصہ کو اکثر علما جانتے تھے مگر پھر بھی ان موضوع اور باطل
احادیث کو اپنی مولفہ کتاب مین اسطرحپر جگہ دیتے تھے کہ گویا وہ صحیح اور قابل احتجاج

مگر اصل مسند امام احمد ہی کا ہے اس کتاب کا اصلی موضوع چونکہ جمع احادیث ہے اسلیے اسمین صرف صحیح حدیثون پر اکتفا نہین کیگئی ہے بلکہ احادیث ضعیفہ بھی اسمین موجود ہین مگر سوائے چند حدیثون کے جنکے متعلق بعض کا خیال ہے کہ لا اصل لہا ہین اسمین کوئی حدیث باطل اور موضوع نہین ہے اور ان احادیث کے متعلق بھی حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے رسالہ القول المسدد مین اور حافظ سیوطی نے ذیل الممہد مین ثابت کیا ہی کہ در اصل انمین سوائے تین چار حدیثون کے اور کوئی لا اصل لہا نہین ہین اور یہ تین یا چار حدیثین بھی سہواً امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے کے قلم سے باقی رہگئی ہین بہر حال اسمین کوئی شک نہین کہ جسقدر بھی مسند کے نام سے کتب احادیث ہمارے سامنے موجود ہین انمین سب سے زائد امام احمد بن حنبل کا مسند ہر حیثیت سے بیمثل ورا اپنا آپ ہی نظیر ہے اس مسند کے علاوہ جیسا کہ مین نے اوپر عرض کیا اس زمانہ سے لیکر جبتک محدثین مصنفین عالم اسلام مین باقی رہے اکثر کے مسانید موجود تھے گو اسوقت سوائے چند کے اور کوئی ہمارے پیش نظر نہین ہے مین نے مسند کے علاوہ مصنف ابو بکر بن شیبہ بھی دیکھا لیکن مسند امام احمد کے سامنے نہ تو باعتبار حجم اور نہ باعتبار صحیت اور نہ باعتبار فائدہ اسکو کوئی خاص اہمیت نہین ہی سنا ہے کہ بعض مسانید اور بھی عالم اسلام مین موجود ہین جنکے دیکھنے کا مجھکو اتفاق نہین ہوا مین اوپر بیان کر چکا ہون کہ ان مسندون کا موضوع احادیث رسول کا جمع کرنا تھا اور اس سے قطع نظر تھی کہ اسکے احادیث کس پایہ کے ہین، اسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اسوقت تک جتنی تالیفین علم حدیث مین ہوئی تھین انمین یہ امر قدر مشترک کے طور پر پایا جاتا تھا کہ احادیث صحیح و حسن ضعیف بھی انمین موجود تھے اور ضرورت تھی کہ حدیث صحیح کو اس سے کم مرتبہ احادیث سے علیحدہ مدون کیا جائے، یہ کوئی معمولی اور آسان امر نہ تھا اسوقت تک تقریباً دس لاکھ احادیث مختلف علمائے محدثین کے سینون مین یا کتابون مین محفوظ تھے انمین سے صحیح احادیث چھانٹنا سخت دشوار تھا، صحیح حدیث سے مراد یہ ہی

اقوال صحابہ و تابعین بھی لکھے جاتے تھے اور یہ طریقہ زیادہ زمانہ تک پسندیدہ نہین ہو سکتا تھا کیونکہ فقہا مین سے امام شافعی کی صحابہ کے متعلق یہ رائے تھی هم رجال و نحن رجال، امام اعظم گو صحابہ کی رائے کو قیاس پر مقدم کرتے تھے مگر تابعین کی رائے کو اپنی رائے سے مقدم نہین سمجھتے تھے اور یہ امر تو با تفاق طے شدہ تھا کہ ہر صحابی کی رائے ہر امر مین حجت شرعی نہین ہے اسلیے کبار محدثین نے خیال کیا کہ اب ایسے تصانیف زیادہ مفید ہونگے جنمین صرف احادیث رسول جمع کیے جائین اصل موضوع مسند کا یہی تھا، اول وہ شخص جنھون نے اس کام کو پورا کیا کہتے ہین کہ ابو داؤد طیالسی ہین جنکی وفات ۲۰۴ھ مین ہوئی لیکن یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ گو طیالسی قدما مین سے ہین مگر اُنکی مسند کی ترتیب اُنکی وفات سے تقریباً تین سو سال بعد ہوئی ہے، اسی زمانے مین مسدد اور نعیم بن حماد اور عبد اللہ بن موسےٰ اور اسد بن موسےٰ نے مسانید تصانیف کیے اور اُنکے بعد اس زمانے کے اکثر علما نے بھی مسانید لکھے بلکہ مشاہیر محدثین مین سے کم ایسے بزرگ تھے جنکا کوئی نہ کوئی مسند نہو، جنمین سے بعض مصنف کے نام سے مشہور ہین جیسے مصنف عبد الرزاق، مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ اور اکثر مسند ہی کے نام سے مشہور ہوے، انھین صاحبونکے ہمعصر ایک محدث کا مسند اور بھی ہے جسکو مین نے قصداً بعد کو ذکر کیا ہے یہ مسند اپنے وقت کے تمام مسندون بلکہ میرا خیال ہے کہ تمام مسندات مین سب سے زائد جامع اور سب سے زائد مفید ہے اسکی نسبت بھی ایک ایسی بزرگ کیجانب ہے کہ جسکے متعلق اُسکے ہمعصر محدثین کا خیال تھا کہ امام احمد بن حنبل کے مانند ہم نے کوئی دوسرا عالم نہین دیکھا اور احمد بن حنبل نے بھی اپنا نظیر نہین دیکھا، یہ واقعہ ہے کہ امام احمد بن حنبل کے بعد انکی ایسی تمام اثبات علوم کی ماہر اور دیگر صفات حسنہ کے حامل کوئی دوسری ہستی اسلام مین نہین گزری، ظاہر ہے کہ اُنکا مسند کسقدر جامع اور مفید ہوگا اس مسند کے جامع گو امام احمد کے صاحبزادے ہین

کوئی کوتاہی نہین کی یہ کتاب اس لائق ہی کہ سونیکے حروف سے لکھکر اور روضۂ پاک یا خانہ کعبہ کے دروازے پر قرآن شریف کے ساتھ معلق کر دیجائے اور موٹے حرفون سے اوپر لکھدیا جائے کہ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا یا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، موقع نہین ہے کہ اُس محنت اور جانفشانی کو بیان کیا جائے جو بخاری نے اسکے جمع کرنےمین کی ہی اور نہ صحیح بخاری کے محاسن پر کوئی کتاب آپکے روبرو پڑھنا مقصود ہی اسکے لیے اس مختصر جملے پر اکتفا کرتا ہون کہ جیسا کہ حضور انور کی شان مبارک مین کسی شاعر نے کہا ہی کہ لا یمکن الثناء کما کان حقہ + بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اسیطرح سے ہم صحیح بخاری کے متعلق کہہ سکتے ہین کہ لا یمکن الثناء کما کان حقہ + بعد از قرآن خوب توئی قصہ مختصر۔ اُسی زمانے مین بخاری کی دیکھا دیکھی دوسرے محدثین کو بھی احادیث صحیحہ جمع کرنیکا خیال پیدا ہوا اور ایک دوسرے محدث نے بھی اگر بخاری سے زائد نہین تو بخاری سے کم بھی نہین حدیث رسالت کی خدمت کی اور دوسری صحیح مسلم بن حجاج نیشاپوری نے تیار کی یہ دونون کتابین ایسی بےمثل ہین کہ اُنکی تعریف تحصیل حاصل ہے، محدثین مین اختلاف ہے کہ ان دونون مین افضلیت کسکو ہے، مغاربہ یعنے افریقہ کے باشندے اور علمائے نیشاپور صحیح مسلم کو فضیلت دیتے ہین مگر اب تقریبًا متفق علیہ ہے کہ صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر تفوق ہے، میرا ذاتی یہ خیال ہے کہ زیادتی صحت مین گو صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فضیلت ہو مگر باعتبار ترتیب اور فائدہ مند ہونیکے بخاری کی صحیح سے مسلم کی صحیح کو یقینًا تفوق ہے لیکن اولیت کا جو شرف بخاری کو حاصل ہوگیا وہ مسلم کے حصے مین نہ آسکا، جسوقت سے یہ دونون کتابین تصنیف ہوئی ہین اُنپر محدثین و علما نے اسقدر غیر معمولی توجہ کی کہ شاید کیا بلکہ یقینًا قرآن کے سوا کسی دوسری کتاب کو یہ شرف نہ حاصل ہوا ہوگا اور حدیث کے سوا عام مسلمانون کی نظر توجہ کی جاذب قرآن کے بعد اور دوسری چیز ہو بھی نہین سکتی تھی، بخاری و مسلم کے شروح اسکے اسماء الرجال اور مُشکل عبارت و مُشکلہ کا حل اُنکی تعلیقات کا وصل اُنپر استدراکات غرضکہ سیکڑون طرح پر

کہ اُس حدیث کے روایت کرنیوالے آخر راوی سے لیکر صحابی تک سب عادل ثقہ ہون یعنے
اُنھون نے کبھی کوئی بات جھوٹ نہ کہی ہو اور نہ کوئی امر ایسا کیا ہو جس سے فسق لازم آئے
اور اُنکا چال چلن شریفانہ ہو رکیک اور نظر و نمین ذلیل کرنیوالے امور سے ہمیشہ بچتے
رہے ہون اسکے ساتھ اُنکا حافظہ قوی ہو عقل صحیح ہو اگر سب اوپر والے لیکر آخر تک
کسی حدیث کے ایسے ہون تو اُنکی بیان کی ہوئی حدیث صحیح حدیث ہوگی ورنہ اُس سے
کم مرتبہ کی حسن یا ضعیف وغیرہ ہوگی جیسا کہ مین نے عرض کیا یہ کام آسان نہ تھا اسحاق بن
راہویہ جو بخاری کے اساتذہ مین سے ہین اور خود ایک مسند کے جامع ہین ایک دن انھون
نے اپنے شاگردون سے مخاطب ہوکے کہا کہ کاش تم مین سے کوئی صحیح حدیث کو غیر صحیح سے
جدا کرکے ایک جگہ جمع کر دیتا اس مجمع مین بخاری بھی موجود تھے وہ کہتے ہین کہ مین نے
خیال کیا کہ کاش یہ کام میرے ذریعے سے انجام پاتا مین نے کچھ کچھ ارادہ کیا ہی تھا
کہ ایک شب مین نے خواب مین دیکھا کہ سرکار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہین
اور مین حضرت کے جسم پر سے مکھیون کو دفع کر رہا ہون مین نے اپنے ایک دوست کے
ذریعے سے ایک عالم دین سے جنکو فن تعبیر مین خاص ملکہ تھا اس خواب کی تعبیر دریافت
کرائی اُن بزرگ نے یہ تعبیر دی کہ خواب دیکھنے والا حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے
جھوٹ کو دفع کریگا، اس خواب نے میری بڑی ہمت افزائی کی اور مین نے مستقل ارادہ اس
کام کے شروع کرنیکا کرلیا خدا نے اس عظیم الشان شرف کیلیے جو جمع قرآن کے بعد سب سے
اہم علمی شرف تھا امام بخاری ہی کو منتخب فرمایا بخاری نے صحیح حدیثون کی تدوین روضہ
شریف کے سامنے شروع کی اور اسکے بعد علمی مرکز دنمین جاکر علوم کو تازہ کرکے
اور راویون کے پورے حالات تحقیق و تدقیق ہشیار کرکے ایک بے مثل و عدیم النظیر کتاب
مرتب کی جو آج صحیح بخاری بلکہ صرف مولف کے وطن کے جانب نسبت سے بخاری کے نام سے
مشہور ہی اور ہمکو بجا افتخار ہی کہ اہل اسلام نے حدیث رسالت پناہی کی خدمت کرنےمین

کہ تمام صحیح احادیث کو ایک جگہ جمع کردیا جائے بخاری کے تقریباً ہمعصر ایک بزرگ محمد بن خزیمہ
اور انکے شاگرد رشید ابن حبان نے اسکی پوری کوشش کی اور بخاری و مسلم کیطرح ایک ایک صحیح
ان دونوں حضرات نے بھی تیار کی، ان دونوں صحیحوں کو دیکھنے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا سنا ہے
کہ رامپور کے کتب خانہ مین صحیح ابن حبان کا کچھ حصہ موجود ہے لیکن جہانتک مختلف کتابون
سے اندازہ ہوا یہ یقینی امر ہے کہ یہ دونون کتابین بھی تمام صحاح کے جمع کیلیے قطعاً ناکافی ہین
بخاری و مسلم کیطرح ابن خزیمہ و ابن حبان کی صحیحین عالم اسلامی مین مقبولیت نہین حاصل
کرسکین اسکی زیادہ تر وجہ غالباً ابن حبان کے ساتھ انکے بعض عقائد کی بنا پر مخالفت شدید
تھی جسنے ابن حبان کو سولی کے تختہ سے قریب کردیا تھا اور غالباً ابن خزیمہ کی صحیح چونکہ انکے
انھین شاگرد کی روایت سے لوگون تک پہونچی تھی اسلیے وہ بھی نظرون سے گر گئی نیز باوجودیکہ
ان دونون محدثین نے بخاری و مسلم ہی کیطرح صحیح حدیثین جمع کرنیکا انتظام کیا تھا مگر پھر بھی
ان کتابونمین احادیث صحیحہ کے علاوہ بھی احادیث موجود تھے۔ انکے علاوہ مسلم و بخاری کے بعض
دوسرے ہمعصرون اور شاگردون نے بھی جمع احادیث کا قصد کیا اور سنن اربعہ کے مولفین نے
ایک ایک جامع تالیف کی جو صحیحین کو ملاکر آج صحاح ستہ کے نام سے عالم اسلامی مین شہرت
رکھتے ہین بعض لوگ سنن دارمی کو اور بعض لوگ ابن ماجہ کو اسمین شامل نہین کرتے ان کتب کی
ترتیب ابواب فقہیہ پر ہے سنن اربعہ مین صحیح حدیثون کے سوا حسن اور ضعیف احادیث
بھی بکثرت موجود ہین اور اسیوجہ سے محققین نے ان کا رتبہ صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان کے
بعد رکھا ہے مگر مقبولیت اور شہرت خداداد بات ہے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان کی صحیحین لوگونکی
یاد سے محو ہوگئین اور سنن اربعہ ابتک عالم اسلامی کے منظور نظر ہین سنن اربعہ اپنے مقاصد کے اعتبار سے
یقیناً فائدہ مند ہین اور عالم اسلامی پر ان بزرگون کا احسان عظیم تا قیام قیامت رہیگا لیکن
نہایت ادب سے اپنے قصور فہم اور ان حضرات کے مراتب عالیہ کا اعتراف کرتے ہوے اس امر کو
ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ میری رائے مین باعتبار صحت حدیث بخاری و مسلم سے سنن اربعہ کو

ان دونون کتابون کی خدمت کیگئی اور اسپر بھی علائے خلا دن کو شکایت ہے اور وہ اپنے استاد سے راوی ہین کہ صحیح بخاری کی شرح مسلمانونپر قرض ہی کہ جسکو ابتک کسی نے ادا نہین کیا۔ خدا نے تقریبًا بہت بڑی حد تک بخاری کے قرضہ کی ادائی سے مسلمانونکو سرفراز و سبکدوش کردیا ہے یعنے حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی نے صحیح بخاری کی ایسی بے مثل شرحین لکھی ہین کہ اُنکے قبل اسکی نظیر نہین ملسکتی، ان دونون شرحونمین سے ہر ایک کو دوسرے پر بعض خصوصیات کے اعتبار سے تفوق ہی اور یہ یقینی ہی کہ عینی بھی اسیطرح صحیح بخاری کی لاجواب شرح ہی، جس طرح عسقلانی، عینی کی شرح کا عمدۃ القاری اور عسقلانی کی شرح کا فتح الباری نام ہے، اب اسوقت انھین دونون شرحونپر علمائے امت کا مدار صحیح بخاری سمجھنے کیلیے ہے البتہ صحیح مسلم ابھی تک تشنہ ہے، اسکی علامہ محی الدین نووی نے بہت اعلے درجہ کی شرح لکھی ہے مگر صحیح بخاری کی ان دونون شرحون کے اعتبار سے ہر حیثیت سے صحیح مسلم کی شرح نووی مختصر ہے اور ابھی صحیح مسلم کا قرضہ ادا ہونا باقی ہے خدا ہی کو علم ہے کہ کس خوش قسمت نصیبہ ور آدمی کے ذریعہ سے یہ قرضہ ادا ہوگا اُن اعتراضات سے قطع نظر کرتے ہوے جو دارقطنی اور بعض دیگر علما نے بخاری و مسلم کے بعض احادیث کے صحت پر کیے ہین اور جنکے سب کے جواب مفصلاً حافظ ابن حجر نے مقدمۂ فتح الباری مین دیے ہین اسمین کوئی شک نہین ہی کہ بعض صحیح حدیثین بلکہ کثیر التعداد صحیح حدیثین ان دونون کتابونمین مذکور نہین ہین جنکی وجہ زیادہ تر تو یہ ہی کہ بخاری و مسلم نے جو شروط اپنی کتاب مین جمع حدیث کے کیے ہین وہ ان احادیث مین نہین پائے جاتے مگر بہت سی وہ احادیث بھی قطعًا بخاری و مسلم مین موجود نہین ہین جو اُنکے شروط کے مطابق ہین واللہ اعلم اسکا کیا باعث ہے جو وجوہ علما نے لکھے ہین وہ بہت کمزور ہین اس سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ گو مسلم و بخاری کی احادیث صحیح ہون مگر یہ ضروری نہین کہ جو حدیث مسلم و بخاری نے نہ بیان کی ہو وہ صحیح نہو۔ پس گو مسلم و بخاری نے صحیحین مین احادیث صحاح کو جمع کردیا تھا مگر پھر بھی صحیح حدیثون کا مکمل مجموعہ کوئی موجود نہ تھا اور ضرورت بھی

حروف تہجی پر رکھی یہ لاجواب کتاب جامع الاصول کے نام سے محدثین مین مشہور ہے
اور رزین کی اصل کتاب سے بہت زیادہ مفید ہے حافظ ابن کثیر نے اصول کے علاوہ مسانید کو
بھی شامل کر کے دس کتابون سے احادیث کو جمع کیا اور حافظ ابن کثیر کے بعد صاحب قاموس نے
ان سے بھی بڑا ایک مجموعہ تیار کیا لیکن مجھے افسوس ہے کہ انمین سے کوئی مجموعہ بھی جامع نہین
یہ عجیب امر ہے کہ باوجودیکہ حدیث مین اسقدر کثرت سے کتابین موجود ہین مگر ابتک کسی محدث نے
کوئی ایسی کتاب حدیث کی تالیف نہین کی ہے جسمین صرف بالاستیعاب احادیث صحیحہ ہی
کو جمع کیا گیا ہو، احادیث کی کتابین اس کثرت سے موجود ہین کہ اگر کوئی شخص جسنے علم حدیث مین
کافی مہارت حاصل کی ہو ان کتابون سے احادیث صحیحہ کا استخراج کر کے ایک مجموعہ حدیث
تیار کرنیکا قصد کرے تو کوشش کے بعد اسمین کامیابی حاصل کر سکتا ہے، جو شخص ایسی کوشش
کریگا اُسکی کتاب باعتبار اہمیت بخاری و مسلم سے بھی بڑھ جاویگی گو بخاری و مسلم کیطرح
مقبولیت نہ حاصل کر سکے، ارباب سنن بلکہ اُن سے بہت پہلے زمانہ کے محدثین نے
بعض دوسرے طریقہ پر بھی علم حدیث مین کتابین تصنیف کی تھین انمین سے دو قسمونکی
کتابونکا مین اُنکی اہمیت کے لحاظ سے ذکر کرتا ہون اول طریقہ یہ تھا کہ کسی عنوان خاص کے
متعلق جسقدر احادیث مروی ہون اُنکو ایک کتاب مین اکٹھا کر دیا جائے جیسے بخاری کی کتاب
القرأۃ اور نسائی کی کتاب فضائل حضرت علی مرتضےؓ اس قسم کی کتابین بعد کے زمانہ مین تو
لاکھون کی تعداد مین پائی جاتی ہین مگر قرون اولیٰ مین بھی ان کی کافی تعداد موجود تھی
مگر اُسکے موسس اول میرے خیال مین امام ابوحنیفہؒ کے دونون شاگرد رشید امام ابویوسفؒ
اور امام ابومحمدؒ تھے جنمین سے اول الذکر نے کتاب الجزیہ و کتاب الخراج و ثانی الذکر نے
سیر صغیر و سیر کبیر کی ایسی بےمثل کتابین تصنیف کین کہ جنکی اوزاعی کا ایسا شخص بھی بغیر
تعریف کیے نہ رہ سکا اس قسم کی کتابین اپنے عنوانات کی اہمیت و عدم اہمیت کے اعتبار سے
اہم یا غیر اہم ہوا کرتی ہین، بڑا ظلم ہوگا اگر اس ضمن مین علامہ طبری کا ذکر نہ کیا جائے

کوئی بھی مناسبت نہیں ادر ہوطا جو یقیناً سنن اربعہ سے زیادہ صحیح حدیثوں کا جامع ہے اسکو صحاح ستہ مین نہ داخل کرنا یقیناً ظلم عظیم ہے جو متاخرین کی بدعت ہے۔ ابو داؤد کا دعوے ہے کہ اُنھوں نے اپنی سنن مین انھیں احادیث متعلق احکام کو جمع کیا ہے جنمین کوئی بڑی خرابی محدثین کے نزدیک نہین ہے، ترمذی نے احادیث کے مختلف اسناد کو جمع کر کے اُنکے متعلق صحت یا حسن یا ضعف وغیرہ کو ظاہر کر دیا ہے، نسائی کے متعلق خیال ہے کہ اُن دونون امرونکو شامل ہے ابو داؤد کے بعض احادیث کے متعلق جب یہ اعتراض کیا گیا کہ وہ لائق احتجاج نہین ہین تو اسکا جواب صرف یہی کافی سمجھا گیا کہ وہ اگر لائق احتجاج نہوتین تو پھر ابو داؤد اپنی کتاب مین نہین شامل کرتے ترمذی کے متعلق حافظ ابن قیم نے ایک جگہ تحریر کیا ہے کہ فیہ نوع من التساھل، جامع ترمذی کو بنظر غائر مطالعہ کرنیوالے حافظ ابن قیم کی راے سے یقیناً متفق ہونگے بہرحال مین اسپر کوئی زائد بحث کرنا نہین چاہتا مگر یہ امر میرے نزدیک یقینی ہے کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے مانند کوئی دوسری کتاب احادیث صحیحہ کی جامع موجود نہین ہے اور نہ بخاری و مسلم کے بعد انکی ایسی کسی نے کوئی کتاب تالیف کی اور سنن کے مانند یا اس سے بہتر کتابین قبل بھی موجود تھین اور انکے زمانہ مین بھی لکھی گئین اور اُنکے بعد بھی تالیف ہوئین، سنن اربعہ کی تالیف کے بعد محدثین نے اس امر کی کوشش کی کہ تمام احادیث کو سواے موضوعات کے کسی ایک مجموعہ مین اکٹھا جمع کر دیا جاوے۔ سب سے پہلے علامہ رزین نے اسکی کوشش کی اور اُنھون نے صحاح ستہ اور موطا کے احادیث جو اصول کہلاتے تھے ایک کتاب مین جمع کر دیے مگر اسکے ساتھ اُنھون نے کچھ زیادہ احادیث بھی جو اصول کے سوا یہ نہ تھے اپنی کتاب مین اضافہ کر دیے اس کتاب کی ترتیب مسند امام احمد بن حنبل کیطرح مسانید صحابہ پر تھی یعنے ہر صحابی سے جو حدیثین روایت تھین وہ علیحدہ علیحدہ بغیر ترتیب ابواب ایک جگہ جمع کر دیگئی تھین رزین کے بعد علامہ ابن اثیر متوفی ۶۰۶ھ نے اسکو ابواب فقہیہ کے مانند ابواب پر مرتب کیا اور ان ابواب کی ترتیب

بعض رسائل اور خاصکر سعایہ مین اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے اور اگر یہ کتاب تمام ہوگئی ہوتی تو ماقبل کی اس قسم کی تمام کتابون پر خط نسخ کھینچ دیتی، اوپر کے بیانات سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ اسوقت تک جو کتابین علم حدیث کی مدون ہوئی تھین اُنکی تقسیم باعتبار زمانہ اور اقسام کے حسب ذیل طریقہ پر ہو سکتی ہے۔

(۱) مطلقاً جمع حدیث بلا لحاظ کسی ترتیب کے جسکے جامع اول عبد اللہ بن عمرو بن العاص تھے۔ جنکی وفات ۶۵ھ مین ہوئی یہ پہلی صدی کی تالیف ہے۔

(۲) جمع احادیث ابواب فقہیہ کے ترتیب کے اعتبار سے جسمین اقوال صحابہ بھی شامل ہین گو اس قسم کی کتابین امام مالک کے پہلے بھی لکھی گئی ہون مگر ہمارے روبرو صرف امام مالک متوفی ۱۷۹ھ کی موطا موجود ہے یہ دوسری صدی کے وسط کی تالیف ہے۔

(۳) جمع احادیث صحابہ کے مسندات کے اعتبار سے جیسے مسند امام احمد حنبلؒ اور دیگر مسندات اس قسم کی تالیف گو دوسری صدی کے وسط ہی سے شروع ہو گئے تھے۔ مگر ہمارے پاس کوئی ایسی تالیف مسند امام احمد بن حنبل کے پہلے کی موجود نہین ہے امام احمد کی وفات ۲۴۱ھ مین ہوئی یعنے تیسری صدی کے وسط مین۔

(۴) صرف صحیح احادیث رسولؐ کی جامع کتاب اس قسم کی سب سے پہلے کتاب صحیح بخاری ہے جنکی وفات ۲۵۶ھ مین ہوئی اس قسم کی ابتدائی تالیفات تیسری صدی کے وسط مین ہوئین ہین اس سے قبل کی کوئی کتاب ہمارے پیش نظر نہین ہے اور نہ اس سے قبل اس موضوع پر کوئی کتاب تالیف ہوئی۔

(۵) کسی خاص عنوان پر جمع احادیث جیسے طبری کی کتاب التفسیر۔ بخاری کی کتاب القرءۃ وغیرہ اس قسم کے تالیفات دوسری صدی کے وسط سے شروع ہوے اور اول تالیف اسمین امام ابو یوسف کی ہے جنکی وفات ۱۸۲ھ مین ہوئی۔

(۶) فقہی طور پر استدلالی حیثیت کے کتب اس قسم کی تالیفات بھی دوسری صدی کے وسط کے

تاریخ طبری نے جو عالمگیر شہرت اور مقبولیت حاصل کرلی ہی اُسکا ادنی نتیجہ یہ ہے کہ انکے بعد کے
تمام مورخین انھین کے ذلہ ربا بنگئے اور بعد کے اکثر تاریخون کا ماخذ یہی ہے گو یہ تاریخ بھی
محدثانہ طرز پر لکھی گئی ہی مگر جس کتاب نے محدثین کے اول صف مین انکو جگہ دی وہ اُنکی تفسیر
ہے جو قرآن کے متعلق احادیث واقوال صحابہ کا ایسا بےنظیر مجموعہ ہی کہ جسکی نظیر نہ اسکے قبل ہوئی
نہ اسکے بعد اگر اللہ نے چاہا تو طبری کے متعلق کسی دوسرے موقع پر تفصیل سے کچھ عرض کرونگا
بہرحال تفسیر کے متعلق جمع احادیث مین طبری گو منفرد ہون مگر اس فن مین اُنکا رتبہ ارباب مسانید
وسنن سے کم بھی نہین طبری کی وفات ۳۱۰ھ مین ہوئی جبکہ ارباب سنن کا زمانہ ختم ہوچکا تھا
دوسرا طریقہ جمع حدیث کا جو فقہی طریقہ سے زیادہ مناسب ہے یہ تھا کہ ابواب فقہیہ کے
متعلق مخالف وموافق احادیث کو جمع کر کے محاکمہ کرنا شاید یہ علم اختلاف کی ایک شاخ ہو
میرے خیال مین اسکے موجد اول بھی امام اعظم کے مشہور عالم شاگرد امام محمدؒ تھے۔ کتاب الحج
اس موضوع پر اُنکی ایک زبردست تصنیف ہے جسمین علمائے حجاز وعلمائے عراق کے
مسائل فقہیہ پر دونون جانب کی احادیث لکھکر محاکمہ کیا گیا ہی انکے بعد جس عالم نے اسکو
درجۂ کمال پر پہونچایا وہ علامہ طحاوی ہین جو امام محمدؒ کے دو واسطون سے شاگرد اور بعض
ارباب سنن کے معصر تھے اُنھون نے مختلف موضوع پر بہت بہتر کتابین لکھی ہین اور خاصکر
مشکل الآثار اُنکی بہت بےمثل تالیف ہے مگر جس تالیف نے انکو محدثین اور فقہا دونو نکے زمرہ مین جگہ
دی وہ شرح معانی الآثار ہی جسمین اُنھونے کتاب الحج کا طرز اختیار کیا ہی اسمین شک نہین
ہے کہ حنفیہ کیلیے یہ کتاب مایۂ ناز ہی اسکے دیکھنے سے اسکے جامع کی قوت نظریہ اور تبحر علمی
کا پتہ معلوم ہوتا ہی گو اسکے بعد بھی مختلف مذہب کے علما نے ایسی ہی کتابین تالیف کی ہین
مگر وہ سب امام محمد اور طحاوی کے نقش قدم پہ چلنے والے ہین بعد کو یہ شعبہ اور بحث کا یہ طریقہ
یا تو کتب فقہیہ مین شامل ہوگیا یا شروح حدیث مین منضم ہوگیا خاصکر علامہ عینی اور دوسرے
فقیہون کی کتابین اسیطرح کی ہین آخر دور مین حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

انکے نزدیک صرف کتاب وسنت ہی اصول وحجت شرعیہ تھے اور اجماع اور قیاس بیکار چیز تھے
کو امام احمد حنبل بھی اجماع کے وجود یا اُسکے حجت ہونیکے منکر تھے اور قیاس سے انھون نے
بھی بہت مشکل ہی سے کام لیا تھا۔ مگر اُسکے بالکلیہ منکر نہ تھے۔ داؤد ظاہری کے تبع
(جو ظاہری کہلاتے تھے۔) الفاظ وظاہر حدیث کے مقابل قیاس سے اسقدر دور بھاگتے تھے
کہ بعض وقت انکے مسائل مضحکہ کے حد تک پہونچ جاتے تھے ایک حدیث مشہور ہے
لایبولن احدکم فی الماء الذی لا یجری ثم یغتسل فیہ تم مین سے کوئی شخص ٹھہرے
ہوے پانی مین پیشاب نہ کرے تاکہ پھر اُسمین غسل کرے" اوکما قال ظاہریہ نے
اس حدیث کے ظاہر الفاظ پر اس درجہ عمل کیا کہ اُنکا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ٹھہرے
پانی مین پیشاب کرکے خود ہی اسمین غسل کرے تو یہ ناجائز ہے مگر اگر پیشاب کرنیوالے کے
بجائے کوئی دوسرا اسمین غسل کرے تو جائز ہے گو غسل کرنیوالے کے سامنے ہی کیون نہ
پیشاب کیا گیا ہو" اس قسم کی بہت سی روایتین ظاہریہ کے جانب منسوب ہماری کتابون مین
موجود ہین میرے پاس ظاہریہ کے کتب موجود نہ تھے اسلیے مجھے معلوم نہو سکا کہ یہ روایتین
کس حد تک صحیح ہین اور کہین ایسا تو نہین ہے کہ یہ اسیطرح مفتریات مین سے ہون جیسے
قفال نے ایک پر از عجائب وغرائب نماز امام اعظم پر گڑھ لی تھی۔ بہرحال داؤد ظاہری کی
اس خدمت حدیث سے یہ ضرور فائدہ ہوا کہ اُنکے پیرو ونمین بڑے بڑے حفاظ حدیث پیدا
ہو گئے جنمین سے بعض نے مفید تالیفات بھی حدیث مین کیے۔ حافظ ابن عبد البر جو
اولاً ظاہری ہی تھے بہت بڑے پایہ کے محدث اور محقق اور نہایت بہتر کتابون کے
مولف گزرے ہین داؤد ظاہری سے خود بہت کم روایتین ہین اور گو وہ خود اصفہانی تھے
مگر اُنکے پیروونکی زائد تعداد اندلس مین تھی حافظ ابن عبد البر بھی قرطبی تھے انکی وفات ۴۶۳ھ
مین ہوئی داؤد ظاہری کے بعد اُنکے پیروونمین جسنے سب سے زائد شہرت حاصل کی یعنے
ابن حزم وہ بھی قرطبہ ہی کے باشندے تھے ابن حزم کی وفات ۴۵۶ھ مین ہوئی عجیب

بعد سے شروع ہوے اور اسکے موجد امام اعظم کے دوسرے شاگرد امام محمد بن حسن کی وفات ۱۸۷ھ
مین ہوئی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ جمع احادیث کے مفصلہ بالا طریقون مین سے سوائے
تیسرے کے سب دوسری ہجری کے پہلے ہی شروع ہو گئے تھے اور تیسری صدی کے
خاتمہ پر تکمیل پر پہونچ گئے تھے۔ ارباب سنن اور طبری اور طحاوی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان
سب کا زمانہ تقریباً چوتھی صدی ہجری کی ابتدا مین ختم ہو گیا تھا اور حقیقتاً یہی زمانہ علم
حدیث کے کمال ترقی کا تھا اور اسمین بھی سنہ ۲۰۰ ہجری سے ۳۲۵ھ تک علم حدیث کا اسقدر
دور ترقی تھا کہ اسکی نظیر بعد کو نہین ہو سکی۔ مین نے یہان پر ان فقہا کی خدمت حدیث کو ذکر نہین
کیا ہے جنھون نے بہ نسبت حدیث کے فقہ کی خدمت سے شہرت حاصل کی ہے جیسے امام اعظم اور
امام شافعی اور انکے تلامذہ۔ مگر امام مالک باوجود اپنے تفقہ کے چونکہ خدمت حدیث
کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوے اسلیے انکا تذکرہ ضروری تھا اور خاصکر جبکہ محدثین کے طبقہ
مین امام مالک کی روایت کو اصح الاحادیث اور انکے سلسلہ اسناد کو بعض صورتون مین سلسلۃ الذہب
کا لقب دیا گیا ہے اور غالباً انکے بعد کے مولفہ کوئی کتاب انکی روایت سے خالی نہوگی۔

البتہ اس سلسلہ مین ایک دوسرے مشہور امام کا ذکر نہ کرنا اس مضمون کو ادھورا چھوڑ دینا ہے
یہ امام داؤد ظاہری تھے۔ جو امام احمد حنبل کے ہمعصر تھے انکی وفات ۲۷۰ھ مین ہوئی
ان بزرگ نے علم حدیث کی جو خدمت باعتبار تالیف تصنیف کی ہے وہ میری نظر مین بخاری
ومسلم ایک طرف اوپر کے ذکر کردہ محدثین کے مقابل کوئی خاص اہمیت نہین رکھتے مگر اسمین
شک نہین کہ دوسری حیثیت سے انھون نے بڑی خدمت حدیث کی کی ہے اور وہ خدمت امام
احمد بن حنبل کے بعد دوسرے نمبر پر شمار کیجا سکتی ہے اور اگر مین جرأت کرون تو کہہ سکتا ہون
کہ انکا یہ کارنامہ امام احمد حنبل سے بھی گوئے سبقت لیگیا ہے۔ میرے کہنے کا یہ منشا نہین ہے
کہ یہ صحیح طریقہ اور درست لائحہ عمل ہے یا نہین فقہ کے اوپر مضمون لکھنے والا ہی اسکا خوب فیصلہ
کر سکتا ہے۔ داؤد ظاہری کے متبعین نے قیاس کا انکار کر دیا تھا اور برخلاف دیگر ائمہ کے

نہین ہی اکثر محدثین کی رائین تھوڑے تغیر کے ساتھ بعض وقت ایسی ہی عجیب صورتین اختیار کرلیتی تھین جیسے کہ داؤد ظاہری کے مسلک مین عام طور پر صورتین پائی جاتی ہین۔ بخاری کے متعلق حنفیہ کے کتب مین ایک قصہ مذکور ہے کہ جب وہ بغداد تشریف لے گئے اور وہان انکی بہت تعظیم و توقیر ہوئی تو ایکدن ابو حفص کبیر نے ایک شخص کو بخاری کے پاس بھیجا اُسنے مجمع عام مین بخاری سے پوچھا کہ ایک شخص کے لڑکے اور دوسرے شخص کی لڑکی نے ایک ہی بکری کا دودھ پیا ہے تو آیا ان دونون کا باہمی نکاح ہو سکتا ہی؟ بخاری نے کہا کہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جن دونون نے ایک ہی چھاتی سے دودھ پیا وہ سگے بھائی بہن ہو گئے" اوکما قال ابن صاعد سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ ایک کنوین مین مرغی گر گئی تو کنوان نجس ہوا یا نہین ابن صاعد نے کہا تجھپر افسوس ہو تو نے کنوین کو ڈھاک کیون نہ دیا تا کہ مرغی نہ گرتی اور تجھکو مسئلہ دریافت کرنیکے واسطے میرے پاس نہ آنا پڑتا۔ اس قسم کے قصونکو گو مین بلا کسی معتبر روایت کے باور کرنے پر تیار نہین ہون مگر پھر بھی انکی کچھ نہ کچھ اصلیت سے انکار نہین کیا جا سکتا۔ نصف صدی کا زمانہ ہوا جب حضرت استاذ الاساتذہ مولانا عبد الحی رحمہ اللہ تعالے ایک ضرورت سے پٹنہ تشریف لیگئے تھے اور مولوی شرف الدین بیرسٹر مرحوم نے جو بعد کو ہائیکورٹ کے جج ہو گئے تھے مولانا کی وسیع پیمانہ پر دعوت کی جسمین اعیان و علمائے شہر سب ہی جمع تھے آرہ کے اہل حدیث بزرگ بھی اسکی شرکت اور مولانا سے ملاقات کیلیے آئے تھے کھانا شروع ہوا مولانا حاضرین سے مختلف علمی مباحث پر گفتگو فرما رہے تھے۔ کھانیکے ختم پر مولانا کو محسوس ہوا کہ سب لوگ ہنس رہے ہین اور بعض کے ہنسنے کی آواز باوجود پرانی تہذیب کے بلند بھی ہو گئی تھی مولانا نے متحیر ہو کر اپنے مقابل کی صف کو ملاحظہ فرمایا تو ایک بزرگ مولویصاحب کو دیکھا کہ انکی تمام ڈاڑھی شوربے سے رنگی ہوئی تھی اور لوگ اُنکو دیکھ دیکھکر ہنس رہے تھے۔

امر یہ ہی کہ داؤد ظاہری کا مسلک بہت زمانہ تک قائم نہ رہ سکا اور اب شاید دنیا مین اُنکا کوئی مقلد موجود نہین ہی - جہان اس مذہب کی بیش بہا تالیفات کے ذریعہ سے ابن حزم نے بہت مدد کی ویسی ہی ابن حزم بہت کچھ اسکے تباہی کا بھی باعث ہو گئے - ابن حزم مناظرہ مین فریق مخالف پر غالب آنے کی لاجواب طاقت رکھتے تھے اور اسوجہ سے لوگ انکے سامنے آنے سے بچتے تھے آخر مین ابن حزم اپنے مخالفون سے سخت کلامی سے پیش آنے لگے اور فریق مقابل سے گذر کر فریق مقابل کے معتقد علیہم پر حملہ کرنے لگے اور ہمین اسقدر بیباک ہو گئے کہ اگلے ائمہ مین سے شاید کوئی ہی ایسا خوش قسمت ہو جو اُنکی شمشیر زبان سے بچا ہو ایک محدث نے خوب کہا ہی کہ "حجاج بن یوسف کی تلوار اور ابن حزم کی زبان سگے بھائی بھائی تھے"۔ اور غالبًا حجاج ہی کی تلوار کے ٹکڑون سے ابن حزم نے لوہے کا قلم اپنے واسطے تیار کرایا تھا۔ اُن کی شمشیر قلم کی اس سیاہی سے تمام علما بلکہ عوام اُسیطرح اُنکے مخالف ہو گئے جسطرح کہ حجاج بن یوسف کی شمشیر براں کی پُرسش سے مخلوق اُسکی تباہی کی خواستگار تھی۔ دوسری بات جو سب سے زائد داؤد ظاہری کے مذہب کو فنا کرنیکی باعث ہوئی وہ قیاس سے بالکلیہ انکار تھا۔ ظاہر ہے کہ دنیا حضور انور کے بعد سے ابتک قائم ہے اور یقینًا ہر آیندہ پیش آنیوالے واقعہ پر آپ کا صریح بیان ہمکو معلوم نہین ہو سکتا ہی پس اگر قیاس کی کوئی گنجایش نہ رہے تو یقینًا دنیا مین سخت ترین دشواریون کا سامنا ہو جائے بہرحال داؤد ظاہری کا مسلک اب باقی نہین ہی اور غالبًا اسی قسم کے اسباب ہون جنکی وجہ سے امام احمد بن حنبل اور دیگر کبار غیر اصحاب الرائے محدثین کے مذاہب بھی دنیا مین وہ مقبولیت حاصل نہ کر سکے جو اصحاب الرائے اور خاصکر امام اعظم کے مسلک کو اگلے زمانہ مین اور اسوقت بھی حاصل ہے داؤد ظاہری کے مسلک سے چونکہ امام احمد حنبل کے مذہب کو زیادہ قرب تھا اسلیے مقبولیت سے اسکو اتنا ہی دور رہنا پڑا میرے خیال مین امام احمد بن حنبل پر موقوف

اور عبداللہ بن مبارک سے پیدا ہوے اور لطف دیکھیے ان معقولی علمائے اسلام نے جب علوم نقلیہ کی جانب توجہ فرمائی تو اُن کو بھی اپنے رنگ مین رنگ لیا امام رازی کی تفسیر کے متعلق کسی نے خوب کہا ہی اسمین تفسیر کے سوا تمام علوم ہین فقہ اور اصول کی کتابین دیکھیے تو کجا کتاب لام اور مدونہ اور امام اعظم کے تلامذہ کی تصانیف اور کجا محقق تفتازانی اور میر سید شریف کی مختصر الاصول کی شرحین اور اُنکے حواشی ہمارے آخری دور کے اصول کی لاجواب کتاب مسلم الثبوت کے آخر کا حصہ حذف کردیجیے تو شاید مشکل سے سمجھ مین آئے کہ یہ اصول فقہ کی کوئی کتاب ہے یا کلام کی۔ کلام کو منطق اور فلسفہ ہی کا شعبہ سمجھنا چاہیے میرے اس کہنے کا مطلب یہ نہ خیال فرمایئے گا کہ مین منطق اور فلسفہ اور دیگر علوم عقلیہ کی ہجو اور مذمت کرنا چاہتا ہون میرا یہ مقصد ہرگز نہین ہی خود میرے فرنگی محل کے علما علوم عقلیہ کے بڑے بڑے ماہر تھے اور اُنکے کثیر تصانیف معقولات مین ہین میرے کہنے کا مقصد صرف اسقدر ہی کہ یہ معقولی حضرات علوم عقلیہ مین درایت توجہ کیوجہ سے منقولات کو بھی معقولی نگاہون سے دیکھنے کے عادی ہوگئے تھے اور بہت غنیمت ہوا کہ انہین سے کسی صاحب نے اور خاصکر امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے علم حدیث کی جانب کوئی خاص نظر عنایت اصول فقہ اور کلام و منطق کیطرح نہین فرمائی ورنہ آپ کو نظر آتا کہ بعض متعصبین فقہا سے بھی زائد حدیث کے عجیب و غریب معنی اور مطالب و تاویل یہ حضرات کرتے جیسا کہ آجکل کے بعض جدید تعلیم یافتہ عربی کی معمولی قابلیت حاصل کرنے اور چند شروح حدیث پر نظر ڈالنے کے بعد اپنے آپ کو امام احمد بن حنبل کیا بلکہ سیدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ سے بھی زیادہ مطالب و معانی و تاویلات حدیث کا ماہر سمجھتے ہین میرے اس بیان سے یہ نہ خیال کیا جائے کہ ارباب سنن کے بعد سے فن حدیث مین کوئی اضافہ نہین ہوا یا کوئی محدث نہین گذرا ایسا نہین ہی اسکے بعد بھی بڑے بڑے زبردست محدثین و حفاظ حدیث گذرے ہین اور بعض انہین سے تو ایسے ہین کہ جنکا احسان امت اسلامیہ پر تا قیامت

مولانا بھی بے اختیار ہو کر ہنسنے لگے اُن مولوی صاحب نے کہا کہ جناب ان جاہونکے ہنسنے پر مجھکو تعجب نہین مگر آپ کے ہنسنے پر البتہ مجھکو تعجب ہے آپ کو تو معلوم ہوگا کہ حضور انور کھانا نوش فرمانے کے بعد کبھی کبھی دست انور چہرہ پر پھیر لیا کرتے تھے مولانا نے ہنسکر کہا کہ ہان جناب یہ تو معلوم ہے مگر آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ حضور نے کبھی تلی ہوئی ارویان نوش نہین فرمائین جہان ایک طرف یہ قصص اور مسالک ہین دوسری طرف اصحاب الرائے کی مسالک بھی کبھی کبھی ایسی ہی تعجب خیز نتیجون تک پہونچ جاتے تھے مگر یہ حضرات ارباب قیاس ور اصحاب الرائے ہونیکی وجہ سے کسی نہ کسیطرح اپنے مخالفونکو قوت دلائل سے ساکت کردیتے اور اصحاب حدیث قیاس ورائے کی فقدان کے باعث زک اُٹھاجاتے اور معمولی معمولی باتونین مخالفین انکو مطعون کر دیتے یہ بھی ایک وجہ تھی کہ جسنے علما کی توجہ بہ نسبت حدیث کے ان علوم کیطرف زیادہ کر دی جنمین قیاس آرائی اور عقل کی جولانی کو زیادہ دخل تھا۔ علاوہ اسکے حصول دنیا کیلیے بھی حصول فقہ کی بہت زیادہ ضرورت پیش آگئی کیونکہ قاضی کا عہدہ بغیر فقہ دانی کے نہین ملسکتا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے قصبات مین بھی ضرورت پیش آنے پر ایسے ہی قاضی کو مقرر کیا جاتا تھا جسکو فقہ مین کافی مہارت ہو۔ چیف جسٹس یا قاضی القضاۃ جو تمام عالم اسلامی کا سب سے بڑا اور اعلےٰ عہدہ دار انصاف ہوتا تھا۔ کوئی اعلےٰ درجہ کا فقیہ اس عہدہ پر مامور ہوتا تھا جسکے فیصلون کی اپیل اکثر اوقات بادشاہ اسلام بھی نہین سن سکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے وقت مین لوگون کی توجہ کی جاذب جسقدر فقہ ہوسکتی تھی اسقدر حدیث نہین ہوسکتی تھی۔ اسکے علاوہ علوم عقلیہ اس کثرت اور افراط کے ساتھ مسلمانونمین پھیل گئے کہ بڑی بڑی درسگاہونسے ایسے زبردست منطقی اور فلسفی ہیئت دان متکلم طبیب غرضکہ محدث اور مفسر کے سوا سب ہی کچھ آسمان علم کے مہر و ماہ پیدا ہوے کہ آجتک یورپ کی سرزمین بھی اُنکی ضیائے علم سے منور اور روشن ہے لیکن پھر امام مالک و سفیان بن عیینہ

یہودیون نے ایک فرضی صلحنامہ حضور کا مکتوب کرایا ہوا اور اسپر حضرت کی مہر کی ہوئی محصلین خراج کے
سامنے پیش کیا جسکے متعلق یہودیونکا دعوے تھا کہ فتح خیبر کے زمانہ مین حضرت نے ہمارے
حق مین تحریر کیا تھا اسپر علاوہ حضور انور کے خلفائے راشدین اور بڑے بڑے اکابر
صحابہ کے بھی دستخط تھے جس سے اُسکی زیادہ وثاقت ظاہر ہوتی تھی اس صلحنامہ مین
یہودیون سے خراج کا معاف کرنا ظاہر کیا گیا تھا جب صلحنامہ ارکان سلطنت کے سامنے
پیش ہوا تو اُنھون نے بوسہ دیکر اُسکو لیلیا اور مجبوراً اُسپر عمل کرنیکا حکم دیا اتفاقاً ایک جلیل القدر
محدث کی اُسپر نظر پڑی اور اُنھون نے کہا کہ یہ جعلی ہے جب اُنسے دریافت کیا گیا کہ آپنے یہ کیسے
جانا تو اُنھون نے کہا کہ اس صلحنامہ پر سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے دستخط ہین اور یہ
یقینی امر ہے کہ وہ خیبر کی لڑائی سے دو برس قبل غزوۂ خندق مین وفات پا چکے تھے
اسیطرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط ہین جو غزوۂ خندق کے ایکسال بعد فتح مکہ
مین ایمان لائے ہین۔ ایک حدیث ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین
کہ حضور انور سیدۂ زہرہ علے ابیہا وعلیہا الصلوۃ والسلام کو پیار فرماتے تو اپنی زبان
مبارک حضرت سیدہ کے دہان مبارک مین ڈالدیتے مین نے جب حضور انور سے اسکی وجہ
دریافت کی تو ارشاد فرمایا کہ جب اللہ مجھے جنت مین لیگیا تو جبرئیل نے مجھے سیب دیا
مین نے کھایا تو وہ میرے صلب مین آگیا جب مین آسمان سے واپس آیا تو مین نے
خدیجہ سے مواصلت کی اور وہ فاطمہ سے حاملہ ہوگئین" ذہبی اور انکے قبل کے محدثین نے
اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے کیونکہ سیدۂ زہرہ رضی اللہ عنہا قبل بعثت تولد ہوچکی تھین
اور حضور انور سے جبرئیل امین کی ملاقات بعد بعثت ہوئی ہے حاکم کے سامنے ایک شخص نے
عبد بن حمید کے ذریعہ سے حدیث بیان کی حاکم نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے
عبد بن حمید سے کب سنا اُسنے کہا کہ فلان سنہ مین حاکم نے اپنے شاگردون کیطرف
مخاطب ہوکر کہا کہ انکو دیکھو اُنھون نے عبد بن حمید سے اُنکے مرنے سے سات برس کے بعد

رہیگا البتہ جو کثرت حفاظ اور ماہرین علم حدیث کی قرون اولی مین ہو گئی وہ بات پھر نہین حاصل ہوئی اس دور مین جیسا کہ مین نے اوپر تحریر کیا ہی کم کوئی ایسا محدث گذرا ہو گا جسکا مسند یا سنن نہو حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین طبقہ امام احمد حنبل کا تذکرہ ختم کرتے ہوے ایک جگہ لکھا ہی کہ مین اس طبقہ کے تمام محدثین کو نہین لکھ سکا کیونکہ محدثین کی اسقدر کثرت تھی کہ ایک ایک حافظ حدیث کی درسگاہ مین دس دس ہزار تلامذہ قلم دوات لیکر کتابت حدیث کرتے استاد سے سنتے اور اُنمین سے بعض کتابت کی صورت مین اسکو شائع کرتے۔ لیکن جیسا کہ دنیا کے تمام علوم کا قاعدہ ہی کہ علوم اولاً جمع ہوتے ہین پھر مرتب ہوتے ہین پھر مہذب ہوتے ہین اسیطرح سے علم حدیث کی کتابونمین بھی اولاً حدیثین جمع کر دیگئین اسکے بعد انکی ترتیب دیگئی۔ اور تیسری صدی کے بعد زیادہ تر اُنکی تہذیب کا کام کیا گیا۔ اسکے علاوہ جسطرح اکثر فنون کی تدوین کے بعد فنون کے بعض ضروری متعلقات پیدا ہو جاتے ہین جنکے جانب اصل فن کے مدون کرنیوالون کی توجہ پورے طریقہ پر منعطف نہین ہو سکتی اسیطرح علم حدیث کے بھی بہت سے ضروری متعلقات پیدا ہو گئے تھے جنمین سے بعض نے بعد کو اہم اور مستقل فن کی صورت اختیار کرلی اور گو اُنمین سے اکثر پر ارباب صحاح بلکہ اُنسے پہلے کے بھی بعض کبار نے اپنی توجہ مبذول کی تھی۔ مگر تدوین حدیث کی مصروفیتون کے باعث بعض متعلقات پر کسی توجہ کی نوبت نہین آئی تھی۔ ان متعلقات مین سب سے اہم فن اسماء الرجال تھا جسمین راویونکے وطن، ولادت، وفات باعتبار عدالت و دیانتداری باعتبار قوت حفظ انکے ذاتی حالات درج ہوتے ہین۔ حدیث کی صحت سقم دریافت کرنے کیلیے اس فن کی اسقدر شدید ضرورت تھی کہ اگر کوئی محدث اس علم سے بے بہرہ ہوتا تو اسکو قدم قدم پر ٹھوکرین کھانا پڑتین اسی علم کے ذریعہ سے حدیث کی صحت وضعف بعض اوقات بہت آسانی سے معلوم ہو سکتا تھا۔ ایک دلچسپ قصہ غالباً آپ مین سے بہت حضرات کے علم مین ہو گا غالباً خلفائے بنی امیہ یا خلفائے بنو عباس کے دور سلطنت مین

تعدیل مین انھین دو بزرگون اور تیسرے علی ابن المدینی پر بہت زیادہ اعتماد رہا اور جس جرح یا
تعدیل پر یہ تینون بزرگ متفق ہو جائین اُسکے بعد پھر کسی کی رائے زنی معتبر نہین سمجھی جاتی۔
ان تینون کے بعد اس موضوع پر بہت بہتر کتابین تالیف ہوئین بخاری کی تاریخ صغیر اور عقیلی
ونسائی کی کتاب الضعفا اور ابن حبان کی کتاب الضعفا اسی موضوع پر تالیف ہوئین اور
اب عالم اسلامی مین جو کتاب فن اسماء الرجال کی سب سے پہلے کی موجود ہے وہ تاریخ صغیر
بخاری کی ہے جو طبع ہو چکی ہے۔ بخاری کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ابن عدی نے اس فن پر
ایک نہایت جامع اور مبسوط کتاب تحریر کی جو کامل ابن عدی کے نام سے مشہور ہے بعد کے
اکثر محدثین کے تالیفات کا ماخذ یہی کتاب ہے جسکے متعلق دارقطنی کا قول ہے کہ فن اسماء الرجال
مین صرف یہی ایک کتاب کافی ہے ذہبی کی رائے ہے کہ نہ اسکے قبل اسکی ایسی کوئی کتاب
لکھی گئی اور نہ اسکے بعد کوئی کتاب لکھی گئی وھذا الکتاب لم یسبق الی مثلہ ولم یلحق
فی شکلہ ابن عدی نے ارباب سنن کا آخری زمانہ پایا تھا اسلیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس
فن کی پوری طریقہ پر تدوین ۳۴۵ھ کے زمانہ تک مین تقریبًا ہو چکی تھی اور حسب معمول صرف
تہذیب یا کچھ بہتر ترتیب کا کام بعد کے کبار نے انجام دیا۔
جیسا کہ اسلامی ایجادات کی خصوصیت ہے اس فن کی ابتدا مین نہایت سخت مخالفت
کیگئی۔ علاوہ بدعت کے اس فن کے متعلق تو ایک صاف اور کھلا ہوا الزام غیبت اور پھر مرے
ہو ونکی غیبت کا عائد ہوتا تھا جو نصوص قطعیہ سے حرام تھی ابتدائے دور مین شعبہ پر انکے
ہمعصرون نے سخت اعتراضات کیے اور بعد کو بھی ہمیشہ اسپر اعتراضات ہوتے رہے
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصیات مین سے تھا کہ باوجود مخالفین کی کثرت کے کبھی کسی
شخص کی آپ نے غیبت نہین کی اُنکی یہ خصوصیت اُنکے زمانہ مین بھی مشہور بین العلما تھی
اسکا کھلا ہوا نتیجہ یہ تھا کہ امام اعظم خود اس فن کے سخت مخالف تھے اور اگر جرح کرتے بھی
تھے تو اُس شخص کی جسکی غیبت جائز ہوتی۔ امام اعظم کے متبعین نے بھی اپنے امام کی

حدیث سُنی۔ ایک شخص نے ابن حبان سے حدیث بیان کی مین نے محمد بن مصفے سے سُنا ابن حبان نے اُس سے کہا کہ تم نے کہان اور کب سُنا اُسنے کہا کہ فلان سنہ مین مکہ مین سُنا ابن حبان نے کہا کہ بالکل غلط جس سال محمد بن مصفے مکہ گئے تو راستہ مین بیمار ہو گئے مکہ پہونچے تو اسقدر علیل تھے کہ اُنکے ہوش وحواس بجا نہ تھے یہانتک کہ اسی حالت مین اُنکا انتقال ہو گیا اور یہ واقعہ بھی اُس سے پانچ سال قبل کا ہے جب تم اُن سے حدیث سُننا بیان کرتے ہو" اس قسم کے سیکڑون واقعات کتب حدیث مین موجود ہین اور ظاہر ہے کہ یہ جاننے کیلیے کہ حدیث منقطع یا مرسل تو نہین ہے یعنے متصل ہے کسقدر ضرورت اس فن کی تھی علاوہ اسکے مثلاً بخاری ومسلم سے حضور انور تک تین راویونسے لیکر آٹھ آٹھ راوی تک احادیث کی سند مین مذکور ہوتے تھے جبتک کہ اُنکی ثقاہت وعدالت نہ معلوم ہو جاتی کسی حدیث کی صحت کا علم نہین ہو سکتا تہا۔ اسلیے ضرورت تھی کہ راویونکے حالات باعتبار ثقاہت وغیرہ بھی معلوم ہون جو فن اسکی کفالت کرتا ہے وہ فن "جرح وتعدیل" کہلاتا ہے یہ فن بھی فن اسماء الرجال ہی کا ایک شعبہ ہے۔ اسکے موسس اول اور اسکے متعلق پہلے گفتگو کرنیوالے شعبہ بن الحجاج کہے جاتے ہین جو بخاری کے نامور اُستاد اور استاذ الاستاذ ہین لیکن اُنکو اس موضوع پر تصنیف کرنیکی نوبت نہین آئی بلکہ سب کے پہلے جس شخص نے اس موضوع پر پہلی تالیف کی وہ بخاری کے استاد اور شعبہ کے ہمعصر یحییٰ بن سعید القطان ہین میرے پاس اُنکی کتاب نہین ہے اور نہ مجھے یہ معلوم ہو سکا کہ دنیا مین اب اس کتاب کا وجود بھی ہے یا نہین اسلیے مین نہین جانتا کہ اُنکی کتاب باعتبار تہذیب وترتیب کیسی تھی یحییٰ بن سعید کے تلامذہ نے اس فن کے جانب بھی اپنی پوری توجہ مبذول کی اور دو بزرگون نے اس فن مین خاص شہرت حاصل کی یعنے امام احمد بن حنبل ویحییٰ بن معین جو دونون ہمعصر تھے مجھکو تلاش کے باوجود ان دونون بزرگون کی اس موضوع پر کسی تصنیف کا پتہ نہ چل سکا البتہ بعد کے محدثین کا جرح و

جو نہ شرعاً نہ اخلاقاً نہ عرفاً کسیطرح بھی قابل اعتراض نہ تھے اُنکو جرح کا باعث قرار دید یا
سیکڑوں میں سے چند مثالیں میں یہاں پر تحریر کرتا ہوں شعبہ سے (جو اس فن کے کوس امل ہیں)
کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے فلان شخص سے روایت کرنا کیوں ترک کردیا اُنھوں نے کہا
کہ میں نے ایکدن اُنکو خچر پر سوار دوڑاتے ہوے دیکھا تھا اسیطرح اُنھوں نے ایک راوی سے
روایت اسوجہ سے ترک کردی کہ اُسکے گھر سے ایک مرتبہ طنبورہ بجنے کی آواز سُنی تھی
ایک راوی کے متعلق کچھ ذکر ہو رہا تھا حماد بن سلمہ نے کھنکار کر تھوکا اسکی وجہ سے اس راوی
کو مسلم بن ابراہیم نے ضعیف سمجھ لیا ابراہیم بن عثمان یعنے ابوبکر بن ابی شیبہ کے دادا کی
شعبہ نے محض اسوجہ سے تضعیف کی کہ اُنھوں نے یہ روایت بیان کی کہ جنگ صفین میں ستر
اہل بدر شریک تھے حالانکہ شعبہ کہتے ہیں کہ سوائے خزیمہ کے کوئی بدری لڑائی میں شریک تھا
آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس واقعہ میں شعبہ کی بھی کسقدر زبردستی تھی کیا اس جنگ میں جناب علی مرتضے
شریک نہ تھے کیا اس جنگ میں عمار بن یاسر شریک نہ تھے میں نے ایک مرتبہ اصحابہ سے
اُن اصحاب کے نام جمع کیے تھے جو جنگ صفین میں شریک تھے اُنکی مجموعی تعداد سو سے متجاوز
تھی جنمیں سے آٹھ دس بدری تھے بہرحال اگر ابراہیم بن عثمان محض اس روایت کی بنا پر
ضعیف تھے تو شعبہ اُنسے کم ضعیف نہ تھے کسی معتبر کتاب میں میں نے دیکھا تھا کہ ایک بڑے
محدث کی رائے ہے کہ کوئی کوئی راوی صحابہ کے بعد قابل اعتبار نہیں ہے اور صرف کوفی ہونا
مجروح کردینے کیلیے کافی ہے بخاری نے علاوہ دیگر اصول موضوعہ کے راویان صحیح میں اس
امر کو ملحوظ رکھا ہے کہ وہ اصحاب لیرلے میں سے ہو اسکی اسقدر سختی سے انھوں نے
پابندی کی ہے کہ انکی صحیح میں امام اعظم ایک طرف امام شافعی سے بھی کوئی روایت
نہیں ہے امام احمد حنبل کسی اُس راوی کو معتبر نہیں خیال فرماتے تھے جو الفاظ مکتوبہ
قرآن کو حادث کہتا ہو بلکہ بیچارے داؤد ظاہری کو محض اس جرم میں اپنے یہاں گھسنے
نہیں دیا عامہ محدثین ان راویوں کو ضعیف بلکہ بعض سے بھی زائد بُرا سمجھتے تھے جو

پیروی مین کبھی اس فن کو اچھی نگاہ سے نہین دیکھا اور ہمیشہ اسکے مخالف ہی رہے میرا خیال ہے کہ دیگر وجوہ کے علاوہ یہ بھی ایک زبردست وجہ تھی جسکے باعث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے پیرو اُن راویون سے حدیث روایت کرنے مین دریغ نہین کرتے تھے جنکو دوسرے محدثین ضعیف سمجھتے تھے اور اسکی وجہ سے امام اعظم پر یہ الزام عاید کیا گیا کہ اُنکی روایتون کے رواۃ مین سے ایک کثیر تعداد ضعفا کی بھی ہے مجھے گو حنفیہ کی رائے سے اتفاق نہین ہے مگر محدثین کی اس شدت اور تعصب کو دیکھتے ہوئے جو اُنھون نے جرح و تعدیل کے فن مین اختیار کیا تھا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تساہل کوئی قابل الزام امر نہ تھا واقعہ یہ ہے کہ اسماء الرجال اور خاصکر جرح و تعدیل کا فن گو نقد حدیث کے واسطے نہایت مفید اور بہت ضروری تھا مگر ایسے اہم فن کیلیے جسقدر احتیاط اور اصابت رائے اور تعصب سے دور رہنے کی ضرورت تھی افسوس ہے کہ اسیقدر ان چیزون سے بے پروائی برتی گئی اور واقعہ یہ ہے کہ شروع ہی سے اس فن مین تعصبات مذہبی کے علاوہ ذاتی مناقشات فروع کے خلافیات اور پولٹیکل اختلافات غرضکہ بہت سی اُن باتونکو جرح تعدیل مین دخل ہو گیا جنکا کوئی تعلق جرح و تعدیل سے نہ تھا۔ اسکا کھلا ہوا نتیجہ یہ تھا کہ اسماء الرجال کے دیکھنے والے جان سکتے ہین کہ شاید ۹۰ فیصدی بلکہ شاید ۹۸ فیصدی ایسے رواۃ ہونگے جنکے متعلق کسی نہ کسیطرح جرح کی گئی ہوگی اور ائمۂ دین اور پیشوایان مذہب اور مشاہیر محدثین مین سے کوئی بہت بڑا خوش قسمت ہی بزرگ ہوگا جو جرح کی تلوار کا گھائل نہو حد ہے کہ مشہور ائمۂ دین بھی اس سے نہ بچ سکے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اصحاب الرائے ہونیکے جرم مین محدثین کے ہدف ملامت تھے ہی مگر امام مالک اور امام شافعی امام احمد بن حنبل بخاری اور مسلم کوئی بھی جرح کی زد سے محفوظ نہ رہا معصری کی نوک جھونک اور ذاتی خصومتونکا بھی دینی علوم مین دخل مناسب تھا مگر پھر ایک حد تک انکو درگذر کیا جا سکتا تھا مگر کمال تو یہ ہے کہ بعض محدثین نے بعض ایسے امور کو جرح کا دار و مدار ٹھہرا لیا جو کسیطرح پر قابل اعتراض نہین ہو سکتے اور بعضون نے تو حد کردی کہ بعض بہت سی معمولی باتون کو

اور محدثین جو عموماً حنابلہ ہوتے ان دونو نمین اس حد پر مناقشہ نے طول کھینچا کہ تفسیق و تکفیر کے علاوہ سنان قلم سے گذر کر سر بازار تیغ سنان آہنی سے ایک دوسرے کے مقابلہ مین کام لیا گیا اور ایک مرتبہ تو اشاعرہ نے حنابلہ کے محلو نمین آگ لگا دی انکی مسجدونکو جلادیا انکے کتب خانون کو غارت کردیا دوسری طرف سے جوابی حملہ کی تیاری کرکے اسکا بدلہ لیا گیا مگر وہ کمزور رہا۔ غرضکہ ان تنازعات نے بھی جرح و تعدیل پر اپنا پورا اثر ڈالا۔ علامہ ذہبی کا ایسا عالم بھی اپنی کتابونمین بڑے بڑے اشاعرہ کا حال نہایت معمولی اور اکثر اوقات طنز آمیز طریقے پر لکھتے ہین تاج سبکی نے طبقات شافعیہ مین بعینہ اسیطرح اشاعرہ کے مقابلونکی اہانت بید ریغ سے دریغ نہین کیا ہی یہانتک کہ علامہ ذہبی جو تاج سبکی کے استاد تھے انکی بھی تنقیص مین کوتاہی نہین کیگئی ہے علامہ ابن تیمیہ کا دامن بھی اس قسم کے تلوثات سے پوری طرح ملوث ہے انکی کتابین اور خاصکر منہاج السنۃ اسی قسم کے بہت سے امور سے پُر ہے لطف یہ ہے کہ باوجودیکہ ابن تیمیہ صوفیونکے سخت مخالف ہین لیکن حنابلہ صوفیون کی تعریف مین رطب اللسان ہین چنانچہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کی تعریف انکی متعدد کتب مین مذکور ہے دوسری طرف علامہ تاج سبکی نے شیخ الاسلام کے لقب کا کسیطرح عبداللہ انصاری کو سزاوار نہین سمجھا اور انکے ساتھ اس لقب کے استعمال پر سخت اظہار ناراضی کیا ہی غالباً آپ سمجھ سکتے ہین کہ ایسی صورت مین کسی آدمی کے حقیقی رنگ روپ کا دریافت کر لینا کسقدر سخت دشوار ہی علامہ تقی سبکی اور ابن تیمیہ مین باہمی ردو قدح بھی بہت کچھ انھین امور پر مبنی تھے اور تقی سبکی سے یہ مخالفت وراثتاً تاج سبکی کو منتقل ہوئی تھی۔ اور محض ذہبی کے فہمایش سے تاج سبکی نے ابن تیمیہ کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیا تھا۔ اسکے متعلق ایک خط بھی ذہبی کو تاج سبکی نے لکھا تھا جسکو غلطی سے مولانا ابو الکلام آزاد نے تاج کے بجائے تقی سبکی کا سمجھ لیا جو قطعاً غلط ہے اگر موقع ہوتا تو مین اسکے مسلق پیش کرتا مگر چونکہ اس قسم کے مباحث تدوین حدیث کے عنوان سے علیحدہ ہین اسلیے اسی پر اکتفا کرتا ہون۔ بہر حال فن اسماء الرجال خاصکر جرح و تعدیل کیلیے جسقدر اعتدال کی

البتہ جن مین فی زمانہ بسبب جوانی وہ اسمین غلو رکھتے ہون یہ امر تو درست ہو سکتا ہی مگر اسمین اسقدر شدت کی
کہ سیکڑون ان راویون کو جو ایمان مین عمل کو داخل نہین کرتے تھے اور انا مومن انشاء اللہ کہنا
جائز نہین سمجھتے تھے اور ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے کے قائل نہ تھے اُن سب کو مرجئین مین داخل
کر کے اُنسے روایت ترک کر دی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر علاوہ اصحاب الرائے مین سے ہونیکے مرجئہ
مین سے ہونیکا بھی الزام عائد کر دیا امام احمد حنبل چونکہ مبتدعین کے سخت دشمن تھے اسلیے
(باوجود امام احمد کے مرتبہ عالیہ کے اعتراف کے اس کہنے پر مجبور ہون کہ) بدعت کے بارہ مین انکی
رائے اعتدال پر باقی نہین رہی تھی اور اسیکا نتیجہ یہ تھا کہ اُنکے متبعین ذرہ ذرہ سی اپنے
عقائد کی مخالفت مین بدعت کے الزام قائم کر دینے مین دریغ نہین کرتے تھے چنانچہ حنابلہ اور محدثین کے عام
صیغہ مین امام اعظم اور انکے متبعین پر علاوہ اصحاب الرائے مین سے ہونیکے مرجئین کا الزام بھی عائد کر دیا اور
بحیثیت حنبلی اور فن حدیث کے ماہر ہونیکے حضرت غوث اعظم سیدنا سید عبد القادر جیلانی علی جدہ و
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی مشہور فقہ حنبلی کی کتاب غنیۃ الطالبین مین امام احمد بن حنبل کے
اصول کی پیروی مین اُسکو نقل فرما دیا۔ بہر حال یہ چند مثالین ہین جن سے آپ جرح کے متعلق
اگلے محدثین کی افراط کا اندازہ فرما سکتے ہین اس افراط نے بعد کے زمانہ مین تو ایسی افسوسناک ترقی کی
کہ جسکا شاید اگلو نکو وہم و گمان بھی نہو گا۔ معمولی جھگڑون اور نہایت معمولی فرعی اختلافونکی وجہ سے
بڑے بڑون پر جرح کیجاتے لگی۔ ابن جوزی کو صوفیوں سے نہ صرف اختلاف بلکہ نفرت تھی اُسکے نتیجہ
مین اُنھون نے اُن تمام راویون پر اعتبار چھوڑ دیا جو مائل الی التصوف یا صوفیہ کی خدمت مین حاضر
باش تھے بلکہ اس حد سے بڑھکر اُنھون نے کمال یہ کیا کہ اُن حدیثون پر بھی حملہ کر دیا جنکو عام طور پر اہل
تصوف روایت کرتے ہین یا جنسے اہل تصوف کے اعتقادیات یا اعمال کی تائید ہوتی ہے
جن حدیثون مین عمل کم اور اجر زیادہ ہوتا ہے اُنکو لائق احتجاج نہ سمجھتے میزان الاعتدال مین ہے کہ
ابن جوزی کی کتاب کے عیوب مین سے یہ عیب بھی ہی کہ وہ صرف اگلے لوگونکی جرح بیان کرتے ہین
اور توثیق کو چھوڑ دیتے ہین جب علم کلام بشدت اہل اسلام مین رائج ہوا تو اشاعرہ جو عموماً شافعیہ ہوتے

البتہ بعض متعلقات ایسے تھے جنپر ارباب سنن کے زمانہ تک یعنی تیسری ہجری کے ختم تک کافی توجہ نہین کیگئی تھی اور تیسری ہجری کے ختم کے بعد جو علمائے محدثین ہوے گو انھون نے اصل فن مین شاذ ونادر کے سوا کوئی اہم جدت نہین کی لیکن متعلقات حدیث کے بعض جدید عنوانو نپر بہتر کتابین تالیف کین میرے خیال مین ناسخ منسوخ وجمع بین الاحادیث المتضادہ تفسیر الفاظ مشکلہ اور اسی قسم کے بہت سے دیگر متعلقات علم حدیث پر قدما نے متعدد تصانیف کیے تھے مگر افسوس ہے کہ آج انمین سوائے معدودہ چند کے اور کوئی موجود نہین ہے اور غالبًا علامہ طحاوی ہی ایسے خوش قسمت بزرگ ہین جنکے ان عنوانات پر تالیفات ہمارے پیش نظر ہین۔ مجھ کو کوئی تالیف عنوان بالا کے متعلق طحاوی کے قبل کی مل نہ سکی۔

(۲)

میرے اوپر کے بیان سے معلوم ہوا ہوگا کہ علم حدیث کے متعلق جسقدر اہم کام تھے سوائے بہتر ترتیب وتہذیب کے وہ سب تیسری صدی کے ختم یا ابتدائے چوتھی صدی مین ایک حد تک پورے ہوچکے تھے اور اسکے بعد کے محدثین نے زیادہ تر اگلے بزرگون کی نقش قدم کی پیروی کی اور بعض نے متعلقات حدیث کے بعض نئے عنوانو نپر مستقل تالیفات کیے۔ چوتھی صدی کے وسط سے پانچوین صدی کے وسط تک مفصلۂ ذیل چھ بزرگون نے علم حدیث کی بہت زیادہ خدمت کی اور واقعہ یہ ہے کہ جسقدر بھی کام باقی رہگیا تھا اسکو ان بزرگون نے اسقدر تفصیل کے ساتھ مہذب ومرتب کیا کہ بعد کے لوگونکو انکی کتابونکی طول وتفصیل کی وجہ سے اختصار کی ضرورت پیش آگئی۔ میرا خیال ہے کہ اس دور کے خصوصیات مین سے علم حدیث اور اسکے متعلقہ علوم کی اسقدر جامع ومانع تفصیل ہے کہ آج ہم اسکی بدولت تھوڑی کوشش سے کسی حدیث کے متعلق تمام مالہ وماعلیہ دریافت کرسکتے ہین۔ اور اسکے بعد شرائط اجتہاد مین وسعت نظر ہی بہت سی شرطون کی جگہ لینے کیلیے کافی ہوسکتی ہے۔ جن چھ بزرگون کا مین ذکر کرنا چاہتا ہون انکے نام حسب ذیل ہین۔ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی ۳۶۰ھ۔ ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی البغدادی

ضرورت تھی گو اسکا لحاظ نہین رکھا گیا پھر بھی جو تصانیف اگلون نے کیے تھے وہ بعد کے لوگون کیلیے خضر راہ ثابت ہوے اور گو بے اعتدالی کا اس فن مین ہمیشہ دخل رہا مگر محض اس بے اعتدالی کیوجہ سے اس تفریط کو بھی اختیار نہین کیا جاسکتا ہی جو فن جرح و تعدیل کے متعلق حنفیہ نے اختیار کر رکھی ہے عجیب و غریب امر یہ ہی کہ حنفیہ کے نزدیک گواہون کی عدالت کے متعلق قاضی کو ظاہرًا و باطنًا گواہ کے پورے حالات دریافت کرکے ایک رجسٹر مین لکھنا ہونگے جس گواہ کے اچھے حالات نہونگے اُسکے متعلق قاضی کیجانب سے مقرر شدہ آدمی لکھدیگا کہ اللّٰہ یعلم حالہٗ اور قاضی ایسے شخص کی گواہی پر بھروسہ نہ کریگا کیا بعینہ یہی صورت جرح و تعدیل مین غیبت سے بچنے کیلیے نہین ہوسکتی تھی اور جیسا بعض محدثین نے نہایت احتیاط سے جرح کے الفاظ مجروحون کے متعلق لکھے ہین کیا حنفیہ اختیار نہین کرسکتے تھے بہرحال مین تو نہ محدثین کی متعصبانہ جرح سے متفق ہون اور نہ حنفیہ کے اس تساہل کو پسند کرتا ہون۔ آخر دور کے محدثین کے ذکر مین مین بیان کرونگا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے جو خدمت اس فن کی کی ہی وہ بہت بڑی حد پر افراط و تفریط سے پاک ہے یہ بات خاصکر خیال رکھنے کے قابل ہے کہ فن اسماء الرجال مسلمانون ہی کا ایجاد کیا ہوا فن ہی اور مسلمانون کے قبل بلکہ آجتک اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب مین اسکا وجود نہین ہی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی کتابون مین جسقدر بے سروپا قصے مشہور ہین اُنکی صحت یا غلطی کے جانچنے کے سواے قیاس آرائی کی کوئی صورت نہین گو بدقسمتی سے واعظون اور بعض غیر محتاط علما کیوجہ سے اہل اسلام کی مذہبی کتابون مین بھی بعض بے سروپا اور نامعتبر روایتین داخل ہوگئی ہین مگر اسی فن اسماء الرجال کے ذریعہ سے باسانی اُنکی گرفت ہوسکتی ہی اور ہر واقفکار اس فن کا بہت تھوڑی محنت سے اسکی غلطی کو جانچ سکتا ہی فن اسماء الرجال کے علاوہ علم حدیث کے بہت سے دیگر متعلقات بھی ہین جنمین سے بعض پر اگلون نے بھی فن اسماء الرجال کیطرح توجہ کی تھی اور اُنکے مستقل تصانیف اُنپر موجود ہین اور بعض اسماء الرجال ہی کی شاخ تھے اسلیے فن اسماء الرجال کے ضمن مین اُنپر بھی بحث ہوچکی تھی

تہجی کے اعتبار سے مرتب تھے غالبًا طبرانی کے قبل کسی نے نہ تو اساتذہ کے اعتبار سے اور نہ حروف تہجی کے اعتبار سے مسانید کی ترتیب دی تھی۔ اول تو ناموں کے اعتبار سے ترتیب حدیث اور تالیف کتاب اتنی زیادہ مفید نہیں ہوتی جسقدر ابواب فقہیہ کے اعتبار سے مفید ہے اور پھر جب نام بھی بلا ترتیب فی کر کیے گئے ہوں تو کسی حدیث کی تلاش نہایت درجہ دشوار ہوتی ہے مسند امام احمد حنبل میں کسی حدیث کا تلاش کرنا آسان کام نہیں ہے اور فہرست کے باوجود بھی اگر صحابی راوی کا آپ کو نام نہ معلوم ہو تو کسی حدیث کو غالبًا سب جلدوں میں ڈھونڈھنا کسقدر سخت ہوگا۔ طبرانی نے یہ تو آسان کر دیا کہ راوی صحابی یا اپنے شیوخ رواۃ کے اسما حروف تہجی کے اعتبار سے تحریر کر کے انکے احادیث انکے تحت میں ذکر کیے ہیں اس امر میں طبرانی میرے خیال میں اپنے قبل والوں سے منفرد ہیں طبرانی نے اسماء الرجال میں بھی مختلف کتابیں لکھی ہیں طبرانی کے معجموں میں تقریبًا تیس ہزار حدیثیں ہیں جنمیں سے بعض حد درجہ ضعیف بلکہ لا اصل لہا بھی ہیں طبرانی کے بعد حاکم اور ابو نعیم اصفہانی کا زمانہ ہے ان دونوں نے طبرانی کا زمانہ پایا تھا اور حافظ ابو نعیم نے انسے حدیث بھی سنی تھی مگر حاکم نے طبرانی سے حدیث سننے کا موقع نہیں پایا تھا۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا اور بعض دوسری کتابیں اسماء الرجال میں لکھیں اور بخاری و مسلم پر مستخرج لکھا۔ ابو نعیم کے ہمعصر حاکم تھے انھوں نے ایک بینظیر خدمت کی گو وہ خدمت مشکور نہو سکی مگر واقعًا سعی مشکور ہی سمجھے جانے کے قابل ہے حاکم اصطلاح محدثین میں اس محدث کو کہتے ہیں کہ جسکو دس لاکھ احادیث یاد ہوں۔ حاکم واقعی بہت بڑی ہستی اپنے زمانہ میں ہو گئے ہیں۔ انھوں نے خدمت حدیث کوئی جدت کر کے نہیں کی بلکہ بخاری و مسلم پر مستدرک لکھکر خدمت انجام دی۔ استدراک کے یہ معنے ہیں کہ کسی مصنف سے کچھ رہگیا ہو اسکو تحریر کرنا یعنے حاکم نے ان تمام احادیث کو جو مسلم یا بخاری یا ان دونوں کے شرائط کے مطابق تھے اور انکو بخاری و مسلم نے اپنے صحیحین میں روایت نہیں کیا تھا ایک جگہ جمع کر دیا۔ گو اسکے قبل بھی متعدد حضرات نے یہ خدمت انجام دی اور بعد کو بھی

۳۸۵ھ - ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم ۴۰۵ھ - ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی ۴۳۰ھ
ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی ۴۶۳ھ - ابوبکر احمد بن حسین البیہقی ۴۵۸ھ - مین نے
ان چھ بزرگون کی تخصیص محض اس وجہ سے کی ہے کہ انھون نے بعد کے طبقہ مین اسقدر شہرت
اور انکی تصانیف نے اسقدر مقبولیت حاصل کی جو دوسرون کے حصہ مین نہ آسکی اور انھون
نے جو خدمت حدیث کی ہی وہ دوسرون سے سبقت لیگئی ہے۔ البتہ حافظ ابو نعیم اصفہانی کے
متعلق مین نہین سمجھ سکا کہ انکو دوسرے کبار پر تفوق کی کیا وجہ ہے نہ تو ان کی کوئی تالیف
مین نے اس پایہ کی دیکھی ہی جو دوسرون سے انکا کوئی امتیاز پیدا کرے اور نہ تذکرہ محدثین
مین انکی کسی ایسی خدمت حدیث کا تذکرہ ہی جو دوسرونکے اعتبار سے انکی خصوصیت کو ظاہر
کرتا ہو۔ ان چھ بزرگون کے علاوہ بھی ایک کثیر تعداد محدثین مولفین کی ایسی ہے جنھون نے
مسندات اور علم حدیث کے دیگر شعبون پر بہتر تصانیف کیے ہین اور بعض بعض انہین سے بہتر اور
خوبتر تصانیف کے مالک ہین جنمین سے کچھ ارباب صحاح کے ہمعصر تھے اور کچھ انکے بعد ان
بزرگون کے زمانہ تک گذرے ہین۔ مگر مجھکو نہ تو تمام محدثین کا تذکرہ لکھنا مقصود ہے اور
نہ اس مضمون مین اسکی گنجایش ہے اسلیے مین ان چھ محدثین کا مختصر تذکرہ باعتبار انکی علم
حدیث کی خدمت کے لکھتا ہون۔ ان سب مین باعتبار زمانہ کے طبرانی کو تقدم تھا جنھون نے
گو کل ارباب سنن کا زمانہ پایا تھا مگر انہین سے کسی سے بھی سماعت حدیث کی نوبت نہین آئی تھی
البتہ طحاوی سے احادیث سُنے تھے۔

طبرانی نے معجم صغیر و کبیر اور اوسط لکھکر تمام طرق حدیث کو ایک جگہ اکٹھا کرنیکا ارادہ کیا تھا۔
ان معجمونمین سے معجم کبیر تو مسانید سابقہ کیطرح حضرات صحابہ کے نام پر مرتب تھی اور سوا اسکے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور تمام صحابہ کی روایتون کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا۔ اور باقی دونون
معجمونمین طبرانی نے اپنی ہر ہر استاد کے احادیث علیحدہ علیحدہ تحریر کیے تھے۔ معجم صغیر مین
جسکو مین نے بھی مطالعہ کیا ہی ہر استاد سے صرف ایک ایک حدیث ذکر کی ہے۔ سب معجم حروف

عـه یہ اکثر جگہ ہے بعض بعض جگہ دو دو صفحے متفرق اور بعض جگہ اس سے زائد بھی مروی ہیں ۱۲ عنایت

نہین رہیگی۔ البتہ اگر معجم کبیر کہین دستیاب ہو جاتی تو غالبًا ہمارے پاس اگلون کے سینون کا
تمام خزانہ تو نہین مگر صحیح حدیثون کا عظیم الشان حصہ ہمارے ہاتھ آجاتا بیہقی کے شاگرد اور ہمعصر
خطیب تھے جنکے بعد سوائے فن موضوعات کے اور تمام حقیقی جدتون کا خاتمہ ہو گیا خطیب ایک
عجیب ہستی گذری ہے جسکی کمال وسعت علم کے اگلون مین بھی چند ہی نظیرین ملینگی اور اس امر مین تو
بے نظیر محدث ہے کہ مختلف شعبہائے فن حدیث پر اسکی مختلف مستقل تصانیف ہین۔ اوپر کے
ذکر کیے ہوے عنوانات مین سے اکثر عنوانون پر خطیب کی مستقل تالیفین تھین اور خطیب کی
تاریخ بغداد تو ایک بےنظیر مختلف متعلقات حدیث کا ایک مجموعہ تھا جو علاوہ تاریخ کے
اسماء الرجال اور دیگر نہایت مفید ہر قسم کے معلومات سے پر تھا افسوس کہ یہ کتاب ہندستان
کیا شاید کسی جگہ بھی نہین پائی جاتی۔

تاریخ بغداد گو خود کوئی مستقل تالیف نہ تھی بلکہ ایک محدث کی تاریخ کا ذیل تھی مگر خطیب نے
اسکو مستقل تالیف بنا دیا جو ۱۴ جلدون مین تھی۔ خطیب کے بعد مختلف محدثین نے اسپر ذیل لکھے
اور بعضون نے اسکو مختصر کیا افسوس ہے کہ مجھکو انمین سے کوئی دستیاب نہو سکی۔ خطیب کے قبل گو حافظ
ابو نعیم اصفہانی نے تاریخ نیشاپور بھی اسی طرز پر لکھی تھی جسطرح خطیب نے تاریخ بغداد لکھی ہے
مگر نہ تو باعتبار کثرت و مفید مضامین کے اور نہ باعتبار حجم کے تاریخ نیشاپور کو تاریخ بغداد سے
کوئی مناسبت ہے۔ البتہ خطیب کے سو برس کے بعد تقریبًا حافظ ابن عساکر نے دمشق کی
تاریخ ۸۰ جلدون مین تحریر کی جو خطیب کی تاریخ سے ہر حیثیت سے سبقت لیگئی اور واقعہ یہ ہے
کہ تاریخ بغداد اور تاریخ دمشق کی ایسی کوئی جامع کتاب تحریر نہین کیگئی۔ خطیب نے تاریخ
بغداد کے علاوہ جو کتابین تالیف کی ہین انکی تعداد سو سے متجاوز ہو گئی ہے اور گو بعض اگلے
محدثین کی بھی تالیفات کی تعداد سو سے متجاوز ہو مگر خطیب اس امر مین شرف اولیت رکھتے
ہین کہ انھون نے علم حدیث کے اور اسکے کثیر التعداد شعبون مین سے بہتون پر مستقل تالیفین
کین یہانتک کہ بعد کے محدثین کو اعتراف کرنا پڑا کہ خطیب کے بعد کے محدثین خطیب کے عیال ہین

لوگون نے اس خدمت کو کیا مگر حاکم کی ایسی جامع کتاب کوئی دوسری نہین لکھی گئی - اور غالباً
یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مسلم اور بخاری اور مستدرک حاکم مین اگر کوئی حدیث ذکر نہین ہے تو وہ بظن
غالب صحیح نہین ہے یہ میری ذاتی رائے ہے مستدرک کے علاوہ حاکم کی بعض اور کتابین بھی
ہین مگر جس کتاب نے حاکم کو طبقہ محدثین مین بہت شہرت دی وہ مستدرک ہے - لیکن باوجودیکہ
مستدرک بڑی محنت سے لکھی گئی تھی اور حاکم کا دعوے یہ تھا کہ اسمین وہی حدیثین مذکور ہین
جو بخاری و مسلم کے شروط پر صحیح ہین مگر عجیب پر لطف امر یہ ہے کہ مستدرک مین گو واقعتاً سیکڑون
حدیثین صحیح ہین مگر اسی کے ساتھ بہت سی حدیثین حسن اور ضعیف نہین بلکہ موضوع بھی مؤلف نے
صحیح سمجھکر داخل کتاب کر دی ہین اور حسن اور ضعیف تو سیکڑون حدیثین اسمین موجود ہین اسکا
اصلی باعث حاکم کی کمزوری اور صابت رائے کا فقدان تھا گو پہلے کے بہت سے محدثین مین
بھی یہ بلا موجود تھی جیسا کہ ترمذی کے متعلق حافظ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ فیہ نوع من التساہل
مگر یہ عیب حاکم مین بشدت موجود تھا انکی اس نہایت زائد کمزوری اور عیب نے انکی کتاب
کو فائدہ رسانی سے بالکلیہ محروم کر دیا اور انکی کتاب کی کسی حدیث کے متعلق بغیر دوسری
کتابون کے مراجعت کیے ہوے پتہ چلانا ناممکن ہے کہ آیا وہ حدیث صحیح بھی ہے یا نہین خدا
حاکم کی جانب سے جزائے خیر دے حافظ ذہبی کو جنھون نے مستدرک کو اولاً تو مختصر کیا اور
اسکے ساتھ ہی ساتھ اکثر احادیث کے متعلق تحریر کر دیا کہ کس درجہ کی ہین البتہ جہان کچھ نہین
لکھا ہے وہ گو محدثین کے نزدیک صحیح ہون مگر یہ واقعہ ہے کہ انپر شبہہ کی گنجایش ہے حاکم کا
یہ تساہل ضرب المثل بین المحدثین ہے اور اسی کی وجہ سے انکی بہت شہرت ہوئی ہے - حاکم کے
بعد دو محدث جو دونون ہمعصر تھے بہت مشہور ہوے ان دونون نے واقعتاً علم کی بہت
خدمت کی انمین بیہقی - نے علاوہ دوسری حدیث کی کتابون کے سنن کبرے تمام طرق
حدیث کی بیشل جامع کتاب تحریر کی یہ کتاب اب حیدرآباد مین چھپ رہی ہے اور میرے خیال
مین علاوہ صحاح کے مسند اور بیہقی اور مستدرک کے بعد ہمکو کسی کتاب کی حاجت ہی باقی

لکھی گئی ہی وہ تہذیب و ترتیب کے بعد اصول حدیث کے نام سے مشہور ہو گیا۔ رامہرمزی کی یہ کتاب جامع نہ تھی اُنکے بعد حاکم نے اسی عنوان پر دوسری کتاب تالیف کی جو حافظ ابن حجر عسقلانی کے خیال مین مرتب نہ تھی۔ علامہ ابن صلاح نے اگلون کی کتابون سے اخذ کر کے ایک مشہور کتاب اس فن مین مرتب کی جو مقدمۂ ابن صلاح کے نام سے مشہور ہی اور بعد کو علما کی توجہ کا مرکز یہی کتاب ہو گئی۔ بہرحال خطیب کی وفات کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ علم حدیث کے متعلق ہر قسم کی حد تون کا خاتمہ ہو گیا اور خطیب کے بعد سے اسوقت تک سوا ایک کے کوئی شخص نہین گذرا ہی جسنے علم حدیث کے متعلق کسی جدید اہم عنوان پر کوئی تالیف کی ہو یون تو متفرق غیر اہم عنوانات پر ہر زمانہ مین تالیفات ہوے ہین۔ البتہ خطیب کے بعد میرے خیال مین صرف ایک محدث ایسے گذرے ہین جنھون نے ایک بالکل نئے عنوان پر تالیف کرنے کا شرف اولیت حاصل کیا ہی یہ محدث علامہ ابن جوزی تھے جیسا کہ مین نے عرض کیا ہی پانچوین صدی ہجری کے ختم پر علم حدیث کے تمام شعبے مدون ہو چکے تھے اور احادیث جہانتک انسان کی طاقت بظاہر کام دیسکتی تھی سب جمع کر دیے گئے تھے مگر ابتک یہ کام باقی تھا کہ احادیث موضوعہ و غیر موضوعہ کے درمیان کوئی حد فاصل کھینچ دیجائے یعنے کوئی کتاب ایسی موجود نہ تھی جسمین صرف موضوع احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہو۔ ابن جوزی نے اس کام کو پورا کیا اور اسمین شرف اولیت ایسا حاصل کیا کہ بعد کو بھی جسقدر تالیفات اس فن مین ہوے اُنکا ماخذ ابن جوزی ہی کی کتاب الموضوعات ہے۔ مگر حاکم کے بالکل برعکس سبب سے ابن جوزی کی بھی تالیف مشکور نہو سکی اور اسکی وجہ حاکم کے تساہل کے مقابلہ مین ابن جوزی کا تعصب و درشتی تھی ابن جوزی نے احادیث موضوعہ کے ساتھ ضعیف کو بلکہ احادیث حسنہ کو بھی اپنے موضوعات مین شامل کر لیا تھا بلکہ اس پر زیادتی کر کے بعض احادیث صحیحہ کو بھی اپنی کتاب موضوعات مین درج کر دیا تھا غضب یہ کیا کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری پر بھی دست تصرف دراز کر دیا یعنے صحیح مسلم کی ایک حدیث کو اور بخاری کی ایک حدیث کو موضوعات مین شمار کیا۔ ابن جوزی سے پہلے کے علما بھی اس امر پر متفق تھے

اور غالباً کوئی محدث مولف ایسا نہ ہوگا کہ جسکا ماخذ خطیب کے کتب نہوں۔ دارقطنی کا ذکر مین نے
قصداً بعد کو کیا ہے اسکی وجہ صرف میرا ذاتی تعصب ہے۔ دارقطنی کے متعلق علامہ ذہبی نے
لکھا ہی کہ انکی کتاب العلل ایسی کتاب ہے کہ جسکے پہلے اس موضوع پر کوئی کتاب نہین لکھی گئی ہی
کتاب العلل کا موضوع یہ ہی کہ احادیث کے متن یا سند مین جو خرابی ہے اسکو ظاہر کیا جاوے
کشف الظنون سے معلوم ہوتا ہی کہ مسلم نے دارقطنی سے بہت پہلے اس موضوع پر ایک کتاب
تحریر کی تھی۔ دارقطنی کے علاوہ کتاب العلل کے اور دوسری بھی بہتر تالیفات ہین جنمین سے
سنن دارقطنی مشہور رہے اور مین نے بھی اسکو دیکھا ہے اس کتاب مین صحیح وحسن وضعیف کے
علاوہ موضوع احادیث بھی موجود ہین جنکو دارقطنی کے ایسے ماہر علم حدیث نے اپنی کتاب السنن
مین موضوع نہ سمجھکر داخل کر لیا ہی مین نہین سمجھتا کہ ایسے شخص کو کیسے جرأت ہوئی کہ امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی عظیم الشان ہستی پر جرح کرے اور اگر اسی پر انکی کتاب العلل کا
قیاس کیا جاوے تو بجائے اسکے کہ انکی کتاب فائدہ مند ہو الٹے مضرت رسان ہی ہوگی
لیکن یہ میرا ذاتی تعصب ہے دارقطنی کی یہ وہ غلطی ہی جسمین کبار محدثین یہانتک کہ بخاری و
نسائی بھی مبتلا تھے مگر اس سے انکے فضائل کا انکار نہین ہو سکتا۔ تاریخ صغیر اور نسائی کی
کتاب الضعفاء مین جسطرح امام اعظم کا ذکر ہے وہ کسیطرح بخاری ونسائی کے شان کے
مطابق نہین ہی۔ بہرحال دارقطنی ایک بڑی ہستی تھے جنکے فضل وکمال کا اعتراف انکے
ہمعصرون اور انکے بعد کے لوگون نے کیا ہی خطیب کی رائے ہے کہ حفظ حدیث دارقطنی پر
ختم ہوگیا ہی ان چھوُن محدثین کا زمانہ ۴۶۳ھ تک ختم ہوگیا اور خطیب جو ان سب
مین باعتبار وفات متاخر ہین ۴۶۳ھ مین وفات پاگئے۔ ان بزرگون کے
ہمعصرونمین بعض دوسری بڑی بڑی ہستیان تھین جنمین سے چند کے اسما مین نے اوپر
ذکر کیے ہین انہین سے ایک بزرگ ابو محمد حسن بن عبدالرحمن رامہرمزی بھی گزرے ہین
جنہون نے المحدث الفاصل اول مرتبہ علوم حدیث پر کتاب لکھی جس عنوان پر یہ کتاب

یعنے رفتہ رفتہ اصل فن سے لوگون کی توجہ ہٹکراب صرف شروح وحواشی اور دوسرے متعلقات ہی کی طرف توجہ رہگئی۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ حافظ سیوطی کے بعد حقیقی طور پر کوئی محدث حافظ حدیث نہین گذرا۔ اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اگلی اصطلاح پر حافظ سیوطی بھی حافظ تھے یا نہین بہرحال علما انکو خاتمۃ الحفاظ لکھتے ہین اور انکے بعد تو صرف اعتباری طور پر حفاظ ومحدثین کا اطلاق کسی پر کیا جاسکتا ہی ورنہ حقیقی محدثین و حفاظ کا تو خاتمہ ہوگیا۔ بہرحال چونکہ جو نیا طریقہ ارباب سنن کے بعد سے خدمت حدیث کا شروع ہوا اور قرون وسطے سے لیکر حافظ سیوطی تک بلکہ اُنکے بعد بھی بہت رائج ہوا وہ بھی بہت کچھ مفید تھا اسلیے اسپر علمائے محدثین نے اپنی پوری توجہ مبذول کی بلا مبالغہ ہزارون محدثین نے اس طریقہ سے بھی خدمت حدیث کی جو طبقات محدثین دیکھنے والون کو معلوم ہو سکتے ہین مین یہانپر ساتوین صدی سے لیکر اسوقت تک کے چند نامور ہستیونکے ذکر پر اکتفا کرتا ہون۔ میرے خیال مین انمین سے تین ہستیون نے بہت زیادہ شہرت و مقبولیت حاصل کی اور واقعتاً خدمت حدیث کو دیکھتے ہوے وہ اُسکے بجا طور پر مستحق بھی تھے انمین سے باعتبار زمانہ کے حافظ ذہبی سب سے مقدم ہین جنکی وفات ۷۴۸ھ مین ہوئی دوسرے حافظ ابن حجر عسقلانی ہین جنکی وفات ۸۵۲ھ مین ہوئی تیسرے حافظ جلال الدین سیوطی ہین جنکی وفات ۹۱۱ھ مین ہوئی عجیب امر یہ ہے کہ ان تینون بزرگون نے جسطرح خدمت حدیث کی ہی وہ تقریباً اسقدر باہم متساوی ہی کہ انمین سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا آسان کام نہین ہی مگر میرا ذاتی خیال یہ ہی کہ باعتبار زیادتی حفظ اور کثرت معلومات کے حافظ ذہبی کو اور باعتبار دقت نظر اور توضیح مطالب و معانی مفید کے حافظ ابن حجر کو اور باعتبار کتب حدیث پر وسعت نظر اور جمع احادیث کے حافظ سیوطی کو تقدم حاصل تھا۔ حافظ ذہبی نے اسماء الرجال اور تاریخ مین متعدد کتابین لکھی ہین اور قرا و حفاظ حدیث کے حالات علٰحدہ علٰحدہ کتابونمین جمع کیے ہین۔ سیر النبلا جسکی شاید گیارھوین اور بارھوین جلد کے دیکھنے کا مجھکو اتفاق ہوا ہی

کہ صحیحین مین بعض احادیث حسن کے مرتبہ پر ہین اور بعض کے متعلق تو ضعیف ہونیکے اعتراضات بھی
ہوے تھے۔ مگر ابن جوزی نے اس سے بڑھکر یہ کیا کہ اسمین احادیث موضوعہ کا وجود بھی بتا دیا۔
ہمارے زمانہ کے مشہور علامہ شمس العلما مولانا شبلی نے خود میرے روبرو بخاری کی دو حدیثون کے
متعلق موضوع ہونیکا خیال ظاہر کیا تھا ایک غالبًا ان ربک یسارع الی ھواک اور دوسری حضور انور
کا انقطاع وحی سے پریشان ہوکر اپنے کو گرا دینے کا خیال کرنا۔ ہمارے مدرسہ کے ایک قدیم طالب علم نے
بھی بخاری کی ایک حدیث مرویہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے متعلق اسی قسم کے خیال کا
اظہار ماہواری رسالہ انتظامیہ مین کیا تھا۔ مین اس جگہ بخاری و مسلم کی احادیث کے متعلق باعتبار انکے
مرتبہ کے کوئی بحث کرنا مناسب نہین سمجھتا ہون ورنہ مین اپنی رائے بھی اسکے متعلق عرض کرتا۔
مگر یہ واقعہ ہے کہ ابن جوزی نے بیجا تعصب سے کام لیکر بہت سی صحیح اور حسن وضعیف حدیثون کو
موضوع قرار دیدیا اور اسی بلا کی وجہ سے اب انکی کتاب کے متعلق یہ اطمینان نہین رہا کہ ان کی
موضوع قرار دی ہوئی حدیث واقعتًا موضوع بھی ہے یا نہین اسلیے انکی کتاب اسقدر مفید
اور مقبول نہو سکی جسقدر ایک نئے عنوان پر لکھی ہوئی کتاب کو ہونا چاہیے تھا مختلف علما نے
ابن جوزی کی تردید مین کتب لکھے مگر سب سے زائد جامع کتاب سیوطی نے التعقبات علی الموضوعات
تحریر کی اور جسطرح ذہبی نے مستدرک کو بڑی حد تک کارآمد بنایا سیوطی نے موضوعات ابن جوزی
کو بھی کارآمد بنانیکی کوشش کی۔ ابن جوزی کی وفات سنہ ۵۱۶ھ مین ہوئی اور میرا خیال ہے
کہ اسکے بعد سے علم حدیث کے متعلق ہر قسم کی حقیقی جدتون کا خاتمہ ہوگیا اور گو ابن جوزی سے
بہت پہلے سے اکثر مولفین کتب حدیث صرف ناقل اور دوسری مولفہ کتابونپر توجہ
کرنیوالے رہگئے تھے مگر چھٹی ہجری کے بعد سے محدثین کا مرکز توجہ بجائے علم حدیث کے صرف
اگلونکی کتابین ہوگئین اور ان کتابون کی سیکڑون طریقونپر خدمت کیجانے لگی۔ گو یہ بھی علم حدیث
ہی کی خدمت تھی اور ایک معنے کر کے اگلون کی خدمت سے یہ خدمت حدیث بہت زیادہ فائدہ مند تھی
مگر جیسا کہ ہم تمام علوم عقلیہ و نقلیہ مین دیکھ رہے ہین وہی امر بعینہ اسطرح کی خدمت کرنیکا نتیجہ ہوا

اور نہ انکے بعد لکھی گئی یہ کتاب بھی تہذیب مزی کی مختصر ہے۔ کمال فی اسماء الرجال حافظ عبد الغنی
مقدسی المتوفی ۶۰۰ھ کی تالیف ہے اسکو حافظ جمال الدین المزی ۷۴۲ھ نے بہتر ترتیب
اور خطیب کیطرح بہت زائد اضافۂ مضامین اور احادیث کے ساتھ ۱۲ جلدون مین تالیف کیا اور
نام اسکا تہذیب الکمال رکھا جسکے متعلق صاحب کشف الظنون کا خیال یہ ہے کہ لم یولف مثلہ
ولا یظن ان یستطاع یعنے نہ تو اسکے پہلے اسکے مانند فن اسماء الرجال مین کوئی کتاب
لکھی گئی اور نہ آیندہ اسکے مانند کتاب لکھے جانے کی امید کیجا سکتی ہے۔ اس کتاب کو
تقریبًا ایک ہی زمانہ مین کئی محدثین نے مختصر کیا جسمین علامہ ذہبی کو باعتبار وفات تقدم
ہی انکی کتاب کا نام تذہیب التہذیب ہے۔ اسکو حافظ ابن حجر نے نہایت بہتر طریقہ پر زوائد کے
حذف اور فوائد کے اضافہ کے ساتھ آٹھ سال کی محنت مین مختصر کیا جسکا نام تہذیب التہذیب ہے
اور جو دائرۃ المعارف سے شائع ہو چکی ہے اسکے بعد حافظ ابن حجر نے صرف ایک جلد مین اسکو
بھی ملخص کرکے ایک جدید تالیف کی جسکا نام تقریب التہذیب ہے اسمین ہر راوی کے متعلق
نہایت مختصر طریقہ پر جرح و تعدیل کے متعلق اختلافات سے قطع نظر کرکے صرف فیصلہ کن امر
لکھ دیا ہے اسیکے ساتھ اسکا سن وفات طبقہ اور یہ کہ وہ ارباب صحاح اور دیگر قدمائے محدثین مین سے
کس کے رواۃ مین سے ہے ان سب امور کا بھی ذکر کر دیا ہے باوجود اسکے کسی راوی کا حال
ایک سطر سے شاذ و نادر ہی کہین زیادہ ہوا ہے در اصل یہ اسماء الرجال کی ایک پاکٹ
ڈکشنری ہے علاوہ اسکے بھی فن اسماء الرجال اور احوال صحابہ مین حافظ ابن حجر کی متعدد تصانیف
ہین مقدمہ فتح الباری یعنے ہدی الساری اور القول المسدد مین صحیح بخاری اور مسند امام احمد
بن حنبل پر جو اعتراضات احادیث کے عدم صحت اور لا اصل لہا ہونیکے متعلق کیے گئے تھے
انکو دفع کیا ہے متعدد کتب فقہیہ اور کشاف و مشکوۃ المصابیح کے احادیث کی تخریج و اصل
مین بھی کتابین تالیف کی ہین جنمین سے درایہ بھی ہے جو علامہ زیلعی کی کتاب نصب الرایہ فی
تخریج احادیث الہدایہ کا ملخص ہے اسمین حافظ ابن حجر نے علامہ زیلعی ہی کی طرح بے تعصبی اور

اپنے موضوع پر ایک لاجواب اور قابل قدر تصنیف ہے اور اسکے بعد اور غالبًا اسکے پہلے بھی اسقدر احوال رجال کی جامع کوئی دوسری کتاب سوائے تاریخ بغداد و دمشق کے نہوگی خاص فن حدیث پر حافظ ذہبی کی متعدد کتابین ہین جنمین سب سے بہتر خدمت حدیث ذہبی نے یہ کی ہی کہ حاکم کے مستدرک کو مختصر اور منتقد کر کے بہت بڑی حد تک مستدرک کو کار آمد بنادیا ہی۔ خدا حاکم کیجانب سے انکو جزائے خیر دے۔

مستدرک کیطرح انھون نے خطیب و طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم یعنے اوپر ذکر کیے ہوے چھ محدثین مین سے پانچ محدثین کے کتب کو مختصر کیا حافظ جمال الدین مزی کی مشہور تالیف تہذیب کو سب سے پہلے مختصر کر کے زیادہ کار آمد بنادیا۔ بہر حال ترتیب و تہذیب و نقد احادیث و اسمار الرجال مین ذہبی نے بہت زیادہ کوشش کی۔ علامہ تاج سبکی نے باوجود اپنے استاد ذہبی کی فضیلت علمی کے اعتراف کے ذہبی پر بہت کچھ تعریضین کی ہین جسکا زیادہ تر باعث اشعریت و غیر اشعریت کا جھگڑا ہی مگر اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ تعصب سے ذہبی کا دامن بالکل پاک نہین ہی باوجود اسکے بھی ذہبی ایک قابل قدر ہستی تھی کہ جنکی علمی قابلیت اور انکے تالیفات کی نہایت درجہ مفید ہونے کا انکے مخالفون کو بھی اعتراف ہے۔ حافظ ابن حجر کی اگر کوئی اور تصنیف سوائے فتح الباری کے نہوتی تب بھی انکی فضیلت و مہارت علمی کیواسطے یہی کتاب شاہد عادل ہوتی واقعہ یہ ہے کہ محدثین کے طرز پر صحیح بخاری کی یہ ایسی بےمثل اور لاجواب شرح ہی جسکے مانند اسوقت کوئی دوسری شرح صحیح بخاری کی ہمارے سامنے موجود نہین ہی گو عینی کی شرح باعتبار تفقہ کے اس سے بڑھی ہوئی ہو۔

حافظ ابن حجر نے اسمار الرجال مین متعدد کتابین لکھی ہین اور حق یہ ہے کہ فن اسمار الرجال کو ابن حجر نے جسطرح مہذب و مرتب کر دیا ہے اسپر کسی زیادتی کی گنجائش نہین رہی ہی اور میرا ذاتی خیال ہی کہ تقریب کی ایسی کوئی مفید اور مختصر کتاب فن اسمار الرجال مین نہ قبل لکھی گئی

ابن جوزی کو بھی کارآمد بنانیکی کوشش کی ہی۔ سیوطی کی وسعت علم اور کثرت تالیفات کو دیکھتے ہوے اُنکے اس دعوے کی تصدیق کرنا پڑتی ہی جو اُنھون نے دسوین صدی کے مجدد ہیت کا حاشیہ سنن ابی داؤد مین کیا ہی۔ حافظ سیوطی خاتم الحفاظ تھے اور پھر انکے بعد نہ تو اُنکا ایسا کثیر التالیف ورنہ اُن کا ایسا حافظ حدیث اور نہ انکا ایسا تمام علوم نقلیہ کا ماہر کوئی دوسرا شخص گزرا ان بزرگون کے تذکرے کے بعد مجھے حافظ سخاوی اور قسطلانی اور ابن حجر مکی اور ملا علی قاری کے تذکرے کی کوئی خاص وجہ معلوم نہین ہوتی یہ یقینی ہے کہ ان حضرات نے بھی بہت کچھ حدیث اور دیگر علوم کی خدمت کی اور خاصکر ملا علی قاری کثرت تصانیف مین سیوطی سے تھوڑے ہی کم ہین۔ مشکوٰۃ کی اُنھون نے جسطرح شرح کی ہے اسکی کوئی دوسری نظیر شروح مشکوٰۃ مین نہ ملیگی۔ مگر یہ امور تو بہت سے مصنفین اسلام مین پائے جاتے ہین اور کوئی نہ کوئی خصوصیت تو ہر مصنف مین پائی جاتی ہی اور نہ مین جیسا کہ مین نے اوپر عرض کیا ہے کوئی تالیف طبقات المحدثین پر کرنا چاہتا ہون ان سب کے بعد اگر علم حدیث کی کسی نے کوئی قابل ذکر خدمت کی ہی تو وہ ہندوستان کی ایک بزرگ ہستی ہے جنکا اسم گرامی علی متقی ہے۔ یا دش بخیر چند جملہ مین علمائے ہندوستان کا ذکر بھی نہایت اختصار کے ساتھ آخر مین علم حدیث کی خدمت کے سلسلہ مین کرنا چاہتا ہون۔ تاریخ گجرات مین ہی کہ علم حدیث مین اول مصنف ربیع ابن صبیح ہندوستان آئے تھے میرا خیال ہے کہ غالبًا مجاہدین اسلام کے ساتھ بعض محدثین بھی ضرور ہندوستان آئے ہونگے کیونکہ مجاہدین ہند کیلیے بعض احادیث مین صراحتًا فضائل وارد ہوکر کثیر بیان فرمائے گئے تھے۔ قرون اولی ہی مین کثرت سے مسلمان گجرات و سندھ اور غالبًا دوسرے سواحل پر پہونچ گئے تھے اور مختلف تاریخون سے یہ امر تو قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ گجرات شروع زمانہ مین علم کا مرکز تھا اور بڑے بڑے نامور علما اور کبار اولیا ءاللہ اس سرزمین مین دفن ہین ان علما مین محدثین بھی تھے۔ طبقات شاہجہانی اور تاریخ فرشتہ اور بدایونی اور دیگر کتابون سے پتہ چلتا ہے

انصاف پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ اصول حدیث مین نخبۃ الفکر مع شرح کے نہایت بہتر تہذیب وترتیب کے ساتھ باوجود مختصر ہونیکے تالیف کی۔ غرضکہ حافظ ابن حجر کی تمام تالیفات اپنے اگلون کے اسی قسم کی تالیفات سے بہت زیادہ مہذب ومرتب نافع اور مفید ہین اور انکے بعد غالبًا کسی اضافہ کی حاجت نہین ہی اور مین اس اعتبار سے حافظ ابن حجر کو ذہبی پر فوقیت دیتا ہون فخر المتاخرین استاذ الاساتذہ مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ وکل تصانیفہ تشہد بانہ امام الحفاظ محقق المحدثین زبدۃ الناقدین لم یخلف بعدہٖ مثلہ مین اسمین صرف اسیقدر اضافہ کرنا چاہتا ہون ماجاء مثلہ بعد الخطیب حافظ سیوطی جنکو ابن حجر کے درس مین اُنکے والد تین برس کی عمر مین تبرکًا لیگئے تھے وہ ان سب بزرگون سے کثرت تالیفات مین سبقت لیگئے انکے تصانیف کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی جنمین سے فن حدیث مین کم از کم ۸۹ کتابین ہین جو فن حدیث کے کثیر شعبون پر مشتمل ہین۔ اور واقعہ یہ ہی کہ اگر علم حدیث کے متعلق کوئی امر آپ کو سیوطی اور عسقلانی کی کتابون مین نہ ملے تو غالبًا پھر اُسکا کسی دوسری کتاب مین ملنا نہایت دشوار ہوگا سب سے بڑی خدمت جو سیوطی نے انجام دی اور جسمین وہ عسقلانی وذہبی بلکہ بہت سے متقدمین سے سبقت لیگئے ہین وہ جمع احادیث ہے۔ سیوطی نے تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کردینے کا ارادہ کیا تھا۔ اور اسکا بہت کچھ حصہ جامع صغیر اور زوائد مین جمع کردیا تھا اور جمع الجوامع کے نام سے ایک بڑا مجموعہ احادیث کا تیار کرنا شروع کیا تھا جسمین سوائے موضوعات کے اور تمام احادیث کو ایک جگہ جمع کردینے کا ارادہ تھا افسوس کہ موت نے مہلت نہ دی جامع صغیر اور زوائد گویا کہ اسکے خلاصہ ہین گر یہ کتاب تمام ہوجاتی تو اگلے تمام مصنفات پر سبقت لیجاتی۔ سیوطی کے تصانیف مین جسقدر فوائد ومعلومات ہوتے ہین جو غالبًا کسی دوسرے مصنف کی کتاب مین مشکل سے دستیاب ہونگے۔ سیوطی نے تقریبًا تمام صحاح پر مختصر حواشی لکھے ہین اور علامہ ذہبی کیطرح ابن جوزی کے موضوعات پر دو کتابین لکھکر بہت حد تک مستدرک کیطرح موضوعات

جو اسوقت ہندوستان بھر مین علم حدیث رائج ہی اور دیوبند کا مشہور عالم مدرسہ اسی خاندان دہلی کے فیض یافتہ حضرات کی یادگار ہے بہرحال خاندان دہلی کا یہ احسان ہندوستان پر اور یہ خدمت حدیث کی قابل ذکر ہی کہ اسکے ذریعے سے علم حدیث کا وہ شیوع ہندوستان مین ہوا جسکی نظیر ہندوستان مین کبھی بھی نہین ہوئی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس خاندان کے بزرگون سے نہ تھے مگر سلسلہ تلمذ کسی نہ کسیطرح اُن تک پہونچ جاتا ہے گو اجازت حدیث عام طور پر علمائے حرمین ہی سے سیکھے ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث شیخ عبدالوہاب متقی ہندی شاگرد علی متقی برہانپوری سے حاصل کی تھی۔ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کا سلسلہ سند حافظ عسقلانی سے ملتا ہے اور ایک سلسلہ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی تک بھی حضرت شاہ ولی اللہ کا، بواسطہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی پہونچتا ہے۔ بہت ہی ناشکری ہوگی اگر اس سلسلہ مین مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ دیوبند کا مدرسہ اپنی اکیلی کوششون سے اس نامور ہستی نے قائم کیا اور جو خدمت دہلی کا خاندان نہ کرسکا وہ اس مدرسہ نے علم حدیث کی کی۔ گو کوئی جارت نہو مگر اسوقت ہندوستان بھر مین علم حدیث کا چرچا اسی مدرسہ کی بدولت ہے اور مین سمجھتا ہون کہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ اس امر مین اپنے اگلون اور اسوقت تک کے تمام لوگون مین ایک قابل قدر ہستی گزری ہین اور خاصکر خدمت حدیث مین اُنکا ایک گرانقدر حصہ ہی اس میرے بیان سے آپنے غالبًا اس امر کا اندازہ فرمایا ہوگا کہ علم حدیث مین باعتبار تالیف و تصنیف محدثین ہندوستان نے کوئی قابل فتخار خدمت نہین کی البتہ برہانپور کے ایک نامور عالم نے بلاشبہ ایسی خدمت کی جسپر اہل ہند جسقدر ناز کرین بجا ہی اور غالبًا جو خدمت حدیث کی اس نامور برہانپوری محدث نے کی وہ بہت کچھ ان تمام تقصیرات کا کفارہ ہی جو علمائے ہندوستان نے خدمت حدیث نکرنے مین کی تھی یہ برہانپوری عالم شیخ علی متقی تھے جو جونپور مین پیدا ہوے برہانپور مین تحصیل علوم کیا اور حجاز مین مجاور ہو گئے تھے اور وہین ۹۷۵ھ مین انھون نے

کہ ان علما مین سے بہت سے حضرات حج کرنے جاتے تھے اور علمائے حرمین سے علم حدیث کا استفادہ کرتے اور اجازت حاصل کرتے تھے۔ آخر دور مین سخاوی اور ابن حجر مکی کے متعدد شاگرد گجرات مین موجود تھے مجھکو باوجود کوشش کے پتہ نہ چلسکا کہ ان علمانے علم حدیث کی کیا خدمت کی اور نہ انکی علم حدیث کی کسی قابل ذکر تالیف کا پتہ چلسکا البتہ سنہ ۹۰۰ھ کے بعد کے تالیفات اسوقت موجود ہین یہ یقینی ہے کہ علاوہ گجرات کے لاہور مین کوئی بہت بڑا مدرسہ بادشاہان اسلام کی سرپرستی مین قائم تھا جسمین ہر قسم کے علوم عقلیہ ونقلیہ کا درس جاری تھا۔ اس مدرسے سے ہر سال محدثین وفقہا ومتکلمین وفلاسفہ ومنطقین کا ایک گروہ فارغ التحصیل ہوکر نکلتا اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ مین پھیل جاتا دہلی کا نامور خاندان اور علمائے فرنگی محل کا خاندان بھی اسی مدرسہ کا تربیت یافتہ تھا گو حدیث دونون جگہ حجاز کی سرزمین سے پہونچی ہے۔ علاوہ لاہور کے برہانپور بھی ایک مشہور مرکز علم تھا اور بہمنیہ خاندان اور انکے قبل کے دکنی بادشاہون کی سرپرستی سے دکن کا اطراف تمام ہندوستان سے زائد مرکز علم بنگیا تھا۔ دہلی باوجودیکہ اکثر ہندوستان کا پایہ تخت رہا ہے مگر وہان کے مدارس کوئی بڑی شہرت حاصل نہ کرسکے اور غالبا وہان کوئی باقاعدہ بڑا مدرسہ قائم بھی نہ تھا جیسا کہ لاہور مین تھا۔ مگر دارالسلطنت ہونیکی وجہ سے دہلی مین ہر قسم کے ماہران فن جمع تھے اور انمین محدثین بھی تھے شیخ عبد الحق محدث دہلوی جو جہانگیر کے زمانہ مین گذرے ہین دہلی ہی کے باشندے تھے اور شاہ عبد العزیز صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی یہین پیدا ہوے اور یہین دفن بھی ہوے باعتبار تالیف وتصنیف وجدت ہندوستان کے مذکورہ بالا علمائے محدثین نے میرے خیال مین کوئی لائق ذکر خدمت علم حدیث کی نہین کی مگر دوسرے اعتبار سے یقینًا یہ بزرگوار لائق صد آفرین وتحسین ہین۔ علم حدیث کیجانب علما کی توجہ باقی نہین رہی تھی اور بجاے اس کے اصول فقہ وکلام نے اور بعد کو منطق وفلسفہ نے جگہ حاصل کرلی تھی یہ انھین علما مذکورین کا فیض ہے کہ

باپ دادا تھے علم حدیث کی سند باقاعدہ نہ تھی اور بغیر سند حدیث کا پڑھانا اس ضرب المثل کی مصداق ہے کہ رات کو آدمی لکڑیاں چُننے اور اُن لکڑیوں مین کالا سانپ ہو اور چونکہ وطن مین رہکر حصول سند سخت دشوار بلکہ ناممکن تھا مجبوراً مین نے سفر حج اختیار کیا اور حرمین و حرمین کے کبار مشایخ سے علم حدیث حاصل کیا یہ عجیب امر ہے کہ ملا حیدر نے اتنی محنت سے علم حدیث حاصل کیا لیکن بعد مین اسکی خدمت کی نوبت نہ آئی ملا حیدر کے قبل بھی ایک بزرگ یعنی ملا حسن کے بھتیجے مولوی عزیز اللہ نے سورت جا کر مولانا خیر الدین سورتی سے علم حدیث حاصل کیا اور قبل اسکے کہ وطن واپس ہون سورت ہی مین اُنکا انتقال ہو گیا استاذ الہند ملا نظام الدینؒ بانی درس نظامی کے متعلق ایک قلمی کتاب کی پشت پر مین نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اُنھون نے ملا مغربی سے جو ملا صاحب کے علوم عقلیہ مین شاگرد تھے علم حدیث کی اجازت حاصل کی تھی۔ ملا بحر العلوم کی مصنفہ کتب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فن حدیث مین بھی ملکہ رکھتے تھے بہر حال علمائے فرنگی محل مین علم حدیث کو استاذ الہند اور مولانا عزیز اللہ اور ملا حیدر نے حاصل کیا مگر نہ تو نوبت تدریس کی آئی اور نہ کوئی تالیف حدیث مین کی واقعہ یہ ہے کہ ایک زمانہ تک سوائے مشکوٰۃ شریف کے دوسری کتابین بھی علم حدیث کی فرنگی محل مین موجود نہ تھین اور سابق کی کتابین قطب شہید کے معرکہ مین ضائع ہو گئی تھین۔ اول وہ بزرگ جنھون نے علم حدیث مین توغل کیا اور اسمین تصنیف کی وہ ملا حیدر کے چھوٹے بھائی ملا مبین کے صاحبزادے ملا معین تھے اُنکو علم حدیث کی اجازت علمائے حرمین سے غائبانہ اپنے بڑے بھائی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی اُنھون نے حصن حصین کے اسماء الرجال تحریر کیے یعنے جن حدیثون کے کتب کا حوالہ حصن حصین مین تھا اُنکے مولفین کے حالات تحریر کیے اسکے علاوہ اور کسی تصنیف حدیث کی اُنکو بھی نوبت نہ آسکی انھین کے زمانہ مین ایک دوسرے بزرگ مولانا برہان الحق یعنے مولانا انوار قدس سرہ کے پوتے بھی مع اپنے بھتیجے کے حج کو گئے اور وہان

وفات پائی اُنھون نے علاوہ دیگر کتب کے کنز العمال اور منتخب کنز العمال تالیف کی جسمین سیوطی کے جمع کردہ تمام
کتابون سے احادیث لیکر انکو ابواب فقہیہ پر (باعتبار حروف تہجی کے) مرتب کرکے جمع کردیے ہین اور
غالبًا اس سے بڑا کوئی مجموعہ تمام احادیث کا جامع اسوقت دنیا مین موجود نہین ہی ابھی حال مین
ایک کتاب ہندوستان مین شائع ہوئی ہی جسکا نام جمع الفوائد ہے اور اسکے مصنف محمد بن محمد بن
سلیمان المغربي المالکی ہین یہ کتاب بھی احادیث کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہی مگر کنز العمال کے مقابل
وہ سمندر کی صرف ایک شاخ ہے اور بس۔ سیوطی نے اسمین شک نہین ہی کہ تمام احادیث کو اپنی کتابون
مین جمع کرکے بےمثل خدمت کی تھی لیکن اول تو وہ سب ایک مجموعہ مین نہ تھین بلکہ تین کتابون مین
مدون تھین اور دوسرے ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے تھی جبتک کہ حدیث کے شروع کا لفظ یاد نہو
حدیث کو تلاش کرنا سخت دشوار تھا علی متقی نے ان دونون زحمتون کو دور کردیا اور انھون نے
ایک ہی کتاب مین احادیث کو ابواب فقہیہ پر مرتب کردیا کاش وہ ہر حدیث کے متعلق یہ بھی تحریر کردیتے
کہ وہ کس مرتبہ کی ہے۔ گو اب بھی یہ کتاب عالم اسلامی مین بےنظیر کتاب ہے مگر اسکے بعد تو اسمین
چار چاند لگ جاتے۔ غرضکہ ہندوستانی عالم کی یہ تصنیف اپنے تمام ماسبقون سے سبقت لیگئی
اور اسکی ایسی کوئی دوسری کتاب حدیث مین نظر سے نہین گزری آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ فرنگی محل کے
علمانے ۵۰ برس ادھر تک علوم نقلیہ کی کوئی قابل ذکر خدمت نہین کی تھی اور حدیث اور فقہ
وتفسیر کو ملاکر فخر المتاخرین مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ تک صرف دو تالیفین ہوئی تھین جنمین سے
ایک فقہ مین اور دوسری تفسیر مین تھی فقہ مین بحر العلوم نے ارکان اربعہ لکھی تھی اور تفسیر مین ایک
بےمثل اور قابل ذکر تفسیر فارسی زبان مین ملا مبین کے نامور شاگرد اور بھتیجے مولانا ولی اللہ
فرنگی محلی نے تالیف فرمائی حدیث مین کوئی قابل ذکر تالیف مولانا ولی اللہ صاحب کے
زمانہ تک کسی نے نہین کی ملا مبین کے صاحبزادے ملا حیدر نے اپنے سفر حج کے وجوہ مین
تحریر فرمایا ہی کہ عنفوان شباب سے مجھکو علم حدیث کی جانب کامل توجہ تھی اور اسکے مطالعہ اور
تدریس مین اپنا وقت برابر صرف کرتا تھا مگر چونکہ میرے اساتذہ کے پاس جو میرے

عہ شیخ ابوالحسن بکری نے خوب کہا ہے کہ للسیوطی منة علی العالمین وللمتقی منة علیه یعنی سیوطی کا تمام عالم پر احسان ہے اور متقی نے سیوطی پر احسان کیا ہے ۱۲ حمایت

مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عمر کا پورا حصہ علوم نقلیہ اور خاصکر حدیث کے پڑھانے مین بسر فرمایا مین نے ثقات سے سنا ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو سیکڑون سے گذرکر ہزارون حدیثین مع اسناد کے بر زبان یاد تھین اور رسائل اذکار مین جتنی حدیثین آپ نے تحریر کرائی ہین وہ سب حفظ سے لکھائی ہین۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو علاوہ تلامذہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ملا محسن مدنی سے بھی اجازت حدیث تھی اور ایک جن صحابی سے بعض روایتین بھی پہونچی تھین جنکو حضرت استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ کی صورت مین شائع بھی فرمایا ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ مین مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ بھی حرمین حاضر ہوے اور وہان کے متعدد محدثین سے سند حدیث حاصل کی۔ در وہانکے محدثین نے بھی مولانا نعیم رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی۔ حضرت مولانا عبدالباری صاحب کے استاد مولانا عبدالباقی صاحب عرصہ ۲۵ سال سے مدینۂ منورہ مین قیام پذیر ہین اور مسجد نبوی مین روضۂ اقدس کے روبرو درس حدیث دیتے ہین۔ مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے بچپنے مین والدین کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوے تو سید علی ظاہر محدث مدینہ نے تفاؤلاً سند حدیث عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مین اسیطرح انکو سند دیتا ہون جیسے (جیساکہ مشہور ہے) حافظ عسقلانی نے سیوطی کو عطا کی تھی۔ جب مولانا ۱۳۲۱ھ مین حرمین حاضر ہوے تو مدینہ منورہ مین قیام کرکے سید علی ظاہر سے کتب حدیث وادب سبقاً سبقاً پڑھے۔ اور علمائے حرمین اور علمائے عراق اور حضرت پیر عبدالرحمن نقیب الاشراف رحمۃ اللہ علیہ بغدادی سے اجازت حدیث حاصل کی۔ مولانا نے اپنے اسانید الباقیات الصالحات مین تحریر فرمائے ہین۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ نظامیہ کی تجدید کے بعد ۱۳۲۶ھ مین۔ مدرسہ مین ایک درجہ حدیث کا قائم فرمایا اور اسمین ابتک باقاعدہ درس حدیث ہوتا ہے اور صحاح ستہ اور موطا اور طحاوی پڑھائی جاتی ہے مولانا نے اپنے نامور خانہ زاد بھائی مولانا عبدالحی کی

رہکر تحصیل علم حدیث کی اور اجازت حاصل کی مگر انکو بھی تالیف کی نوبت نہین آسکی اسکے بعد
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے تلامذہ چونکہ اطراف ہند مین پھیل گئے تھے اسلیے علم حدیث فرنگی محل
مین ان تلامذہ کے ذریعہ سے پہونچا اور مولانا حسین احمد ملیح آبادی اور مرزا حسن علی محدث سے
مولانا عبدالحی کے والد ماجد مولانا عبدالحلیم اور مولانا عبدالباری صاحب کے جدامجد حضرت
مولانا عبدالرزاق رحمہم اللہ نے علم حدیث حاصل کیا اور اسکے بعد علم حدیث کا چرچا فرنگی محل
مین بھی ہونے لگا جسقدر حج کے سفر مین آسانی ہونے لگی اُسیقدر علمائے فرنگی محل حرمین جا
جاکر علم حدیث کے اسناد حاصل کرنے لگے اور اسوقت کم از کم نصف درجن کے قریب فرنگی محل مین
ایسے حضرات موجود ہین جنکو حدیث کی سند مین علمائے حرمین سے حاصل ہوئی ہین مگر اس آخری
دور مین سوائے حضرت مولانا عبدالحی اور حضرت مولانا عبدالباری کے کسی نے کوئی مفید خدمت
علم حدیث کی نہین کی۔ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے جامع علما کم ہوتے
ہین مولانا کو علوم عقلیہ مین جسقدر مہارت تامہ تھی اُسیقدر علوم نقلیہ اور خاصکر حدیث و
فقہ سے شوق تھا انکی کتابون اور خاصکر سعایہ کے دیکھنے والے اندازہ کر سکتے ہین کہ
مولانا حدیث و فقہ مین بحر مواج تھے اگر ایک طرف علوم عقلیہ مین مولانا عبدالحق
خیرآبادی کا ایسا مشہور منطقی انکا حریف میدان تھا تو دوسری طرف نواب صدیق حسن خان
صاحب مولانا بشیر سہسوانی کے ایسے اہل حدیث سے انکا مقابلہ تھا اور اگر انھون نے[1]
مصباح الدجی اور اسکے متعلقات مین محقق خیرآبادی کی پر زور تردید کی ہے تو دوسری
طرف انھون نے تذکرۃ الراشد سعی مشکور اور دیگر کتابون مین نواب صاحب اور اُنکے معاونین کی
بھی تردید کی ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ درس نظامی کی
مشکوٰۃ شریف کے علاوہ دیگر کتب حدیث کا بھی درس دیتے تھے مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے
علاوہ اسکے موطا امام مالک بروایت امام محمد کی ایسی بے مثل تحشی کی ہے کہ جسکی نظیر ملنا دشوار
ہے اور جسطرح آزادانہ تحقیق حق فرمائی ہے اسکی نظیر تو انکے بہت پہلے بھی ملنا دشوار ہے

[1] مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۴ھ؁ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

لیکن اول تو مین نے اس عنوان پر بغیر کسی سابق مثال کے مضمون لکھا ہی دوسرے اس عنوان پر تفصیلی اور جامع مضمون لکھا جاتا تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو جاتی جو اکاڈمی کے چار پانچ جلسون مین پڑھی جا سکتی۔ اسلیے مجبوراً مضمون کو مختصر کرنا پڑا۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ و السلام علی سید المرسلین و اٰلہ وصحبہ اجمعین ۔

فقیر محمد عنایت اللہ غفرلہ اللہ فرنگی محلی لکھنؤ

۱۷ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ یکم نومبر ۱۹۲۸ء یوم پنجشنبہ

اس رسالہ مین جن بزرگون کا نام آیا ہی اُن کے اور بعض دیگر علما کے سنہائے وفات

نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ	نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ	نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ
۱	حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	۱۳	۱۳	عباس بن عبدالمطلب رضؓ	۳۲	۲۵	عبداللہ بن مسعود رضؓ	۳۲
۲	حضرت عمر فاروق رضؓ	۲۳	۱۴	حمزہ بن عبدالمطلب رضؓ	۳	۲۶	زید بن ثابت رضؓ	۴۸
۳	حضرت عثمان غنی رضؓ	۳۵	۱۵	ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ	۵۷ یا ۵۸	۲۷	خزیمہ ذو الشہادتین رضؓ	۳۷
۴	حضرت علی مرتضیٰ رضؓ	۴۰	۱۶	سیدہ زہرا رضؓ	۱۱	۲۸	ابی بن کعب رضؓ	۱۹ یا ۲۲
۵	عبدالرحمن بن عوف رضؓ	۳۲ یا ۳۳	۱۷	عبداللہ بن عباس رضؓ	۶۸	۲۹	ابوامامہ باہلی رضؓ	۸۶
۶	زبیر بن العوام رضؓ	۳۶	۱۸	عبداللہ بن عمر رضؓ	۷۴	۳۰	محمد بن سیرین	۱۱۰
۷	سعد بن ابی وقاص رضؓ	۵۵ یا ۵۸	۱۹	عبداللہ بن زبیر رضؓ	۷۳	۳۱	علی بن حسین امام زین العابدین	۹۴
۸	طلحہ بن عبیداللہ رضؓ	۳۶	۲۰	عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ	۶۵ یا ۷۳	۳۲	سالم بن عبداللہ بن عمر	۱۰۶
۹	سعید بن زید رضؓ	۵۱ یا ۵۲	۲۱	جابر بن عبداللہ رضؓ	۷۸	۳۳	نافع مولی بن عمر	۱۱۷
۱۰	ابوعبیدہ بن الجراح رضؓ	۱۸	۲۲	ابوہریرہ رضؓ	۵۷	۳۴	عکرمہ مولے بن عباس	۱۰۷
۱۱	امام حسن رضؓ	۵۰	۲۳	انس بن مالک رضؓ	۹۱ یا ۹۲ یا ۹۳	۳۵	حسن بصری	۱۱۰
۱۲	امام حسین رضؓ	۶۱	۲۴	ابوسعید خدری رضؓ	۶۵ یا ۷۴	۳۶	عمر بن عبدالعزیز امیر المومنین	۱۰۱

اتباع مین امام محمد کی کتاب الآثار اور کتاب الحجج کی تحشی فرمائی اور سیر کبیر کو بھی تحشی فرمانیکا ارادہ تھا مگر عمر نے وفا نہین کی۔ طحاوی کے اسماء الرجال کو لکھوایا تھا مگر اسکے تکمیل کی نوبت نہین آئی تھی یہ بات آخر مین خاصکر قابل ذکر ہے کہ اسوقت فرنگی محل کے علما کے اجازے اور غالبًا علمائے دیوبند کے بھی اکثر اجازے ایک ہندوستانی عالم شیخ عابد سندی تک پہونچتے ہین جو آخری دور مین ایک مایۂ ناز محدث گزرے ہین۔

مضمون کے خاتمہ پر اس امر کو ظاہر کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہون کہ خدمت حدیث کے سلسلہ مین اب بھی بہت کچھ کام باقی ہے اور اگر کوئی باہمت شخص متوجہ ہو تو اب بھی اجر عظیم حاصل کرنیکا دروازہ بند نہین ہوا ہے اس سلسلہ مین تین کام میرے خیال مین بہت زیادہ اہم ہین۔ (اول) صحیح مسلم کی اسیطرح شرح کی ضرورت ہے جسطرح عینی اور عسقلانی صحیح بخاری کی شرحین ہین۔ (دوسرے) مسند امام احمد بن حنبل کے ابواب فقہیہ پر ترتیب اور اسکے احادیث کے صحت و حسن و ضعف وغیرہ کو ظاہر کرنیکی شدید ضرورت ہے جسکے بغیر مسند سے فائدہ حاصل نہین کیا جا سکتا ہے۔ (تیسرا) کام ان سب کامون سے اہم ہے اور وہ کوئی ایسا ہی شخص انجام دیسکتا ہے جو وسعت نظر کے ساتھ مختلف شعبہائے علم حدیث مین کافی مہارت رکھتا ہو۔ وہ اہم کام یہ ہے کہ حدیث کی تمام موجودہ کتابون سے احادیث صحیحہ کو علحدہ کرکے ایک جگہ جمع کر دے۔ یہ واقعہ ہے کہ باوجودیکہ علم حدیث مین ہزارون کتب موجود ہین جنمین احادیث کے مجموعے بھی داخل ہین مگر ابتک میرے علم مین کوئی ایسی کتاب نہین لکھی گئی ہے کہ جسمین تمام احادیث صحیحہ جمع کردیگئی ہون۔ کنز العمال اور جمع الفوائد کسی مین بھی احادیث صحیحہ کا التزام نہین کیا گیا ہے اور خدا ہی جانتا ہے کہ مسلم اور بخاری کے بعد یہ عظیم الشان کام کس عظیم الشان ہستی کے ذریعہ سے پورا ہوگا لیکن یہ یقینی ہے کہ جس شخص کی قسمت مین یہ خدمت انجام دینا مقدر ہے وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد علوم اسلامیہ کا سب سے بڑا خادم ہوگا۔ اور گو مسلم اور بخاری کے شرف اولیت کو وہ نہ حاصل کر سکے مگر باعتبار فائدہ اسکا جمع کیا ہوا مجموعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے زائد فائدہ مند ہوگا۔

یہ امر بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ بخاری و مسلم کے احادیث پر اعتراض کرنے مین دار قطنی اور ابن جوزی متفرد نہین ہین ولولا خشیة المشتغلین لعلم بکثرة [illegible] دوسری کتابون مین بھی موجود ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میرا مضمون ناقص ہے

نمبر	اسامی مشہورہ	سن وفات	نمبر	اسامی مشہورہ	سن وفات	نمبر	اسامی مشہورہ	سن وفات
۹۶	ابوحامد ابن الشرقی	۳۲۵	۱۱۶	واحدی صاحب تفسیر	۴۶۸	۱۳۲	بیضاوی صاحب تفسیر	۶۸۸
۹۷	ابن عقدہ	۳۳۲	۱۱۷	حمیدی جامع صحیحین	۴۸۸	۱۳۳	تقی سبکی	۷۵۶
۹۸	ابوعلی نیشاپوری	۳۴۹	۱۱۸	حضرت غوث اعظم	۵۶۲ یا	۱۳۴	ابن تیمیہ	۷۲۸
۹۹	رامہرمزی	۳۶۰		شیخ عبدالقادر جیلانی	۵۶۱	۱۳۵	حافظ ابن کثیر	۷۷۴
۱۰۰	ابن شاہین	۳۸۵	۱۱۹	علامہ زمخشری	۵۲۸	۱۳۶	علامہ تفتازانی	۷۹۲
۱۰۱	ابویعلی موصلی	۳۰۷	۱۲۰	ابوسعد سمعانی	۵۶۲	۱۳۷	حافظ ذہبی	۷۴۷
۱۰۲	ابن مہران	۳۷۵	۱۲۱	رزین جامع صحاح	۵۲۵ یا ۵۳۵	۱۳۸	حافظ ابن حجر عسقلانی	۸۵۲
۱۰۳	ابن جریر طبری	۳۱۰	۱۲۲	ابن جوزی	۵۹۷	۱۳۹	علامہ بدرالدین عینی	۸۵۵
۱۰۴	طبرانی	۳۶۰	۱۲۳	ابن عساکر	۵۷۱	۱۴۰	میر سید شریف	۸۱۶
۱۰۵	دارقطنی	۳۸۵	۱۲۴	ابن مندہ	۵۱۱	۱۴۱	مجد شیرازی صاحب قاموس	۸۱۷
۱۰۶	حاکم صاحب مستدرک	۴۰۵	۱۲۵	ابن نجار	۶۴۳	۱۴۲	خاتم الحفاظ سیوطی	۹۱۱
۱۰۷	ابونعیم اصفہانی	۴۳۰	۱۲۶	ابن حاجب	۶۴۶	۱۴۳	علامہ سخاوی	۹۰۲
۱۰۸	بیہقی	۴۵۸	۱۲۷	محی الدین نووی	۶۷۶	۱۴۴	علامہ قسطلانی	۹۲۳
۱۰۹	خطیب بغدادی	۴۶۳	۱۲۸	ابن اثیر صاحب		۱۴۵	علی قاری شارح مشکوٰۃ	۱۰۱۴
۱۱۰	شیخ الاسلام عبداللہ انصاری	۴۱۱		جامع الاصول	۶۰۶	۱۴۶	شیخ علی متقی	۹۷۵
۱۱۱	ابن مردویہ	۴۱۶	۱۲۹	حافظ مزی صاحب		۱۴۷	شیخ عبدالوہاب متقی	
۱۱۲	محی السنہ بغوی	۵۱۶		تہذیب الکمال	۷۴۲	۱۴۸	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	
۱۱۳	لالکائی	۴۱۸	۱۳۰	حافظ عبدالغنی		۱۴۹	شاہ ولی اللہ دہلوی	۱۱۷۶
۱۱۴	ابن حزم	۴۵۶		صاحب الکمال	۶۰۰	۱۵۰	شاہ عبدالعزیز دہلوی	۱۲۳۹
۱۱۵	ثعلبی صاحب تفسیر	۴۲۷	۱۳۱	ابن صلاح	۶۴۳	۱۵۱	ابن حجر مکی	۹۷۵ یا ۹۹۵

نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ وفات	نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ وفات	نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ وفات
۳۷	ابن شہاب زہری	۱۲۴	۵۶	اعمش	۱۴۷	۷۶	ابوداؤد صاحب سنن	۲۷۵
۳۸	ہمام بن منبہ	۱۳۳	۵۷	سعید بن ابی عروبہ	۱۵۶	۷۷	ترمذی	۲۷۹
۳۹	عامر شعبی	۱۰۴	۵۸	سفیان ثوری	۱۶۱	۷۸	ابن ماجہ	۲۷۳
۴۰	علقمہ بن قیس نخعی	۶۲	۵۹	حماد بن سلمہ	۱۶۷	۷۹	نسائی	۳۰۳
۴۱	عبیداللہ بن عبداللہ	۹۴-۹۵	۶۰	لیث بن سعد	۱۷۵	۸۰	دارمی	۲۸۰
	بن عتبہ بن مسعود	۹۸-۹۹	۶۱	حماد بن زید	۱۷۹	۸۱	بزار	۲۹۲
۴۲	عروۃ بن زبیر	۹۴	۶۲	سفیان بن عیینہ	۱۹۸	۸۲	ابوبکر بن ابی شیبہ	۲۳۵
۴۳	قاسم بن محمد بن ابی بکر	۱۰۶	۶۳	یحییٰ بن سعید القطان	۱۹۸	۸۳	اسد بن موسیٰ	۲۱۲
۴۴	سعید بن المسیب	۹۳-۹۴	۶۴	اوزاعی	۱۵۷	۸۴	ابوداؤد طیالسی	۲۰۴
۴۵	سلیمان بن یسار	۱۰۰-۱۰۷	۶۵	عبداللہ بن مبارک	۱۸۱	۸۵	ابن خزیمہ	۳۱۱
۴۶	ابوبکر	+	۶۶	شعبۃ بن الحجاج	۱۶۰	۸۶	ابن حبان	۳۵۴
۴۷	خارجہ بن زید بن ثابت	+	۶۷	یحییٰ بن معین	۲۳۳	۸۷	ابن عدی صاحب الکامل	۳۶۵
۴۸	امام اعظم ابوحنیفہ	۱۵۰	۶۸	علی بن المدینی	۲۳۴	۸۸	طحاوی	۳۲۱
۴۹	امام مالک	۱۷۹	۶۹	داؤد ظاہری	۲۷۰	۸۹	ابن ابی حاتم	۳۲۷
۵۰	امام شافعی	۲۰۴	۷۰	واقدی	۲۰۷	۹۰	ابوالشیخ اصفہانی	۳۶۹
۵۱	امام احمد بن حنبل	۲۴۱	۷۱	ابن سعد صاحب طبقات	۲۳۰	۹۱	ابوعوانہ	۳۱۶
۵۲	امام ابویوسف	۱۸۲	۷۲	اسحاق بن راہویہ	۲۳۸	۹۲	ابن المنذر	۳۱۸
۵۳	ابن جریج	۱۵۰	۷۳	ابوبکر بن ابی سلمہ	۲۳۵	۹۳	ابوبکر مکندری	۳۱۴
۵۴	امام محمد	۱۸۷	۷۴	بخاری	۲۵۶	۹۴	ابن الجارود صاحب المنتقیٰ	۳۰۷
۵۵	عبداللہ بن ابی بکر حزمی	۱۳۵	۷۵	مسلم	۲۶۱	۹۵	جوینی	۳۲۳

نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ وفات	نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ وفات	نمبر	اسامی مشہورہ	سنہ وفات
۱۵۲	حافظ ابن قیم	۷۵۱	۱۵۶	ملا حسن	۱۲۰۹ یا ۱۱۹۹	۱۶۲	مولانا برہان الحق	۱۳۸۶
۱۵۳	تاج سبکی	۷۷۱	۱۵۷	ملا عزیز اللہ	۱۱۹۱	۱۶۳	مولانا عبد الحلیم	۱۲۸۵
۱۵۴	ملا نظام الدین		۱۵۸	ملا مبین	۱۲۲۵	۱۶۴	مولانا عبد الرزاق	۱۳۰۷
	استاذ الہند	۱۱۶۱	۱۵۹	ملا حیدر	۱۲۵۶	۱۶۵	مولانا عبد الحی	۱۳۰۴
۱۵۵	مولانا بحر العلوم		۱۶۰	ملا معین	۱۲۹۸	۱۶۶	مولانا محمد نعیم	۱۳۱۸
	ابن استاذ الہند	۱۲۲۵	۱۶۱	ملا ولی اللہ	۱۲۷۰	۱۶۷	حضرت استاذ مولانا عبد الباری	۱۳۴۴

نوٹ: اسماء الرجال کی کتاب جو سب سے اول کی ہمارے روبرو موجود ہے وہ طبقات ابن سعد اور تاریخ صغیر بخاری کی ہے۔ ابن سعد کا ذکر غلطی سے چھوٹ گیا ہے۔ فقط
(عنایت)